مئی ۱۹۶۸ء

★

مدیر

عطاء المجیب راشد
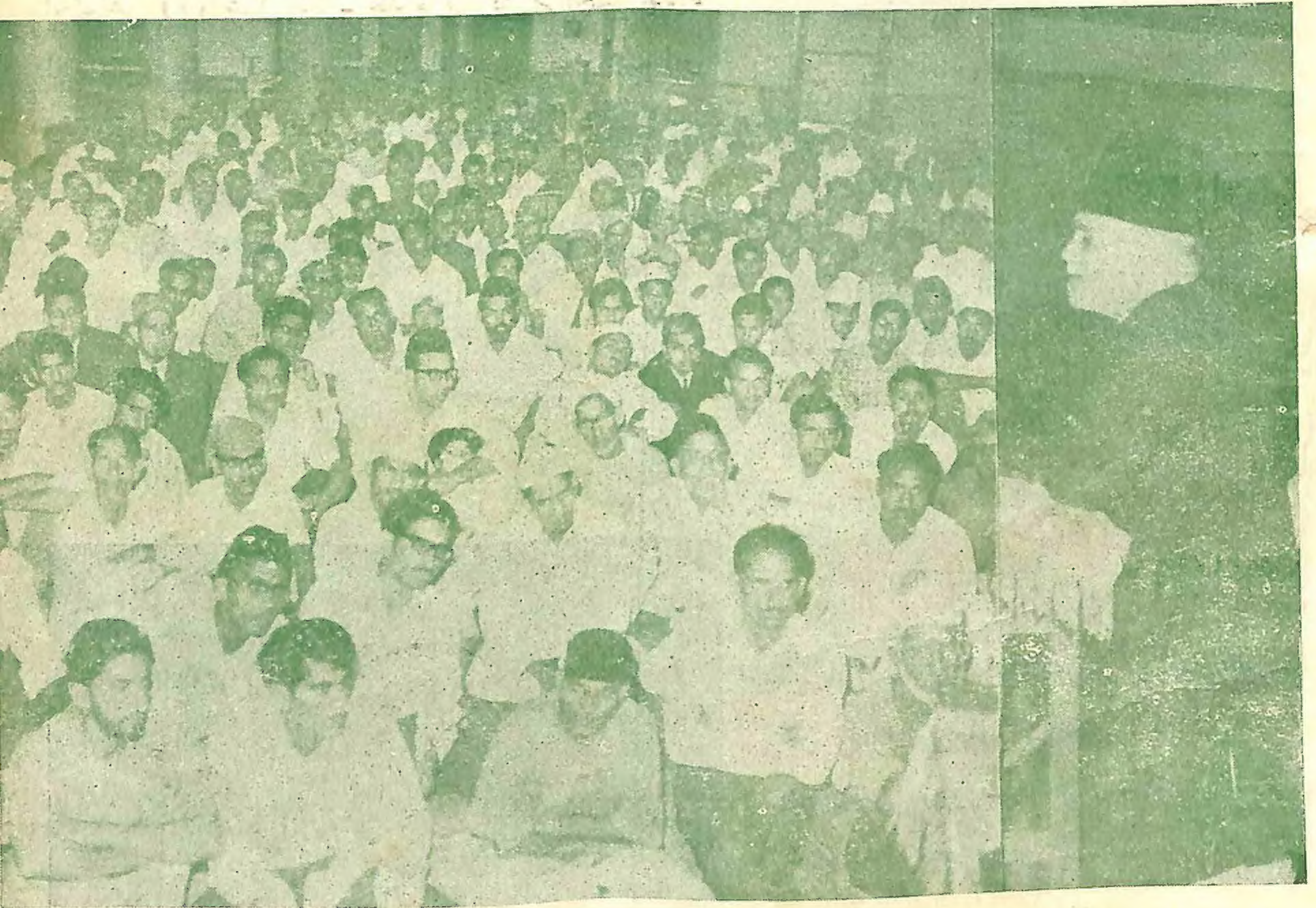
محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب جج عالمی عدالت انصاف دی ہیگ
خدام الاحمدیہ کراچی کے اجتماع سے خطاب فرما رہے ہیں۔
(تقریر کا خلاصہ اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

# خدام الاحمدیہ سرگودھا کا کامیاب اجتماعی وقارِ عمل



گذشتوں دنوں مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا کے خدام نے ربوہ آ کر زیر تعمیر مسجد اقصیٰ میں اجتماعی وقار عمل کیا ۔ خدام نے بڑے اچھے جذبہ اور شوق کے ساتھ اس پروگرام میں حصہ لیا ۔ اس وقار عمل کے دو منظر پیش خدمت ہیں ۔

(مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا کے اس وقار عمل اور دیگر پروگرام کے بارہ میں رپورٹ اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

# ترتیب



# شکریہ

— اور —

## درخواستِ دُعا

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تحریر فرماتے ہیں:-

" مکرم علی اکبر صاحب (ناظم اشاعت خیرپور) نے رسالہ خالد اور تشحیذ کی جو غیر معمولی خدمت سرانجام دی ہے۔ ہم تہِ دل سے ان کے مشکور ہیں۔ نیز دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دُنیا میں ترقی دے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین "

مہتمم اشاعت مرکزیہ

اداریہ
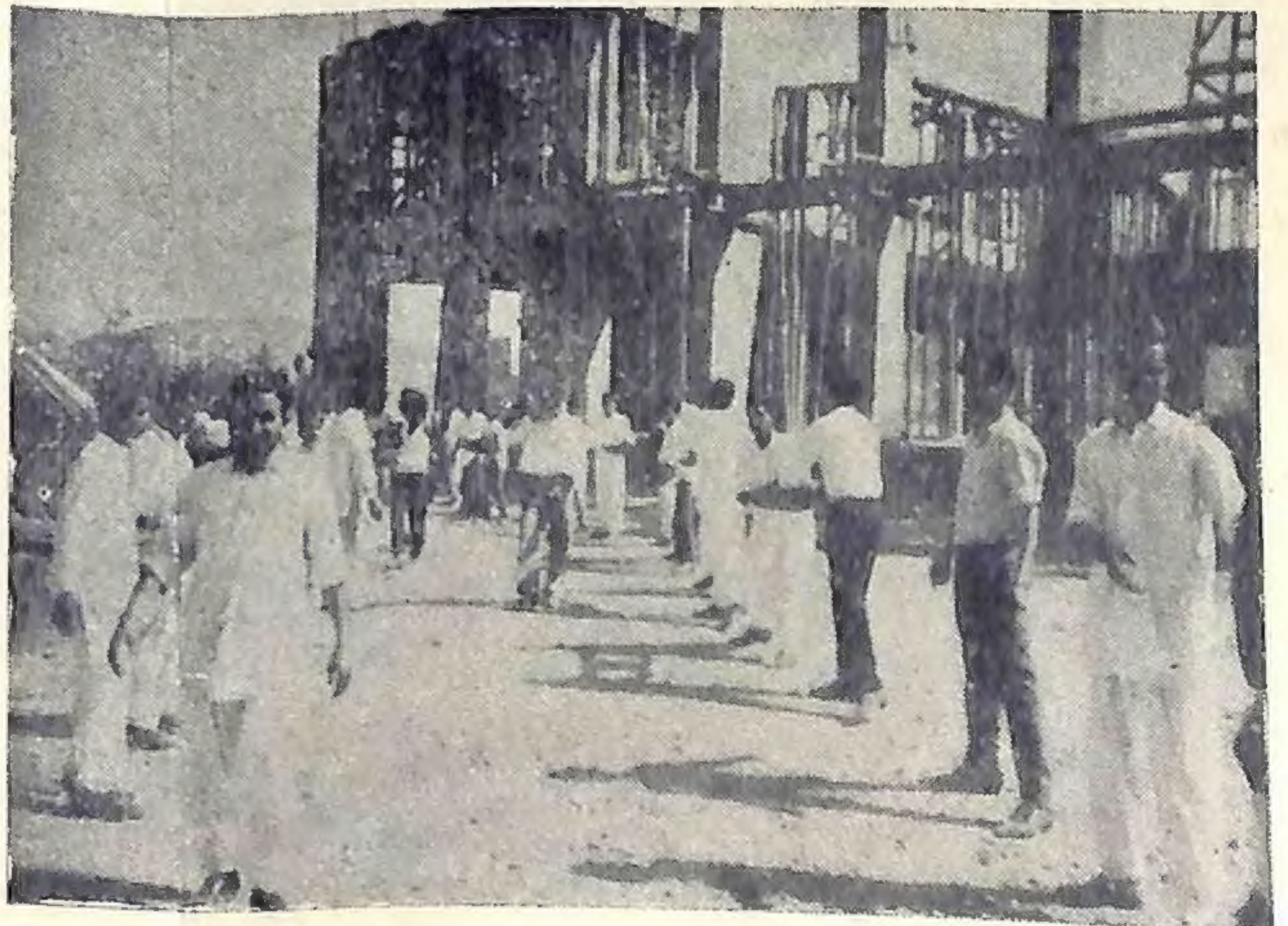
# "خالد" کیلئے آپ کی نگارشات - ایک اہم فریضہ

سن آغاز سے زمانہ اپنے تقاضوں کو بدلتا رہا ہے۔ اب زندگی کے کئی پہلوؤں میں سیف وسناں کی بجائے لوح وقلم کی زور آزمائی ہے۔ اس عہد میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کے حسن وجمال سے ہر خطۂ جہاں کو منوّر کریں۔

مسلمانوں کے مستقل دستورِ حیات میں اللہ عزّ وجلّ نے سورۃ القلم نازل فرما کر۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ کی شہادت پیش فرما کر وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیش خبری سے ایمان بڑھا کر، تحریر ونگارش کی عظمت کو ایک زندہ جاوید حقیقت بنا دیا ہے۔

مواصلاتی نظام، پریس اور مطبوعات کی بدولت آج ہم ایک مختصر مجلس کی بجائے وسیع مجلس کے حاضرین بن چکے ہیں۔ آپ کی آواز بآسانی ہزاروں، بلکہ لاکھوں اور کروڑوں افراد تک پہنچ سکتی ہے۔

لکھنے سے آپ کے علم میں اضافہ ہوگا۔ مفید نگارشات کے باعث آپ خدا کے حضور ثواب کے مستحق ہونگے۔ تحریر کے ذریعہ آپ گھر بیٹھے ہزاروں افراد تک سامان صدر رشد وہدایت پہنچا سکتے ہیں۔ غرضیکہ دین اور دنیا کی برکات کا حصول آپ کی تحریر کے ذریعہ عین ممکن ہے۔

آپ کسی اچھی تحریک کی تجدید کر سکتے ہیں۔ آپ کوئی کسی قسم کی علمی نگارش پیش کر سکتے ہیں۔ کوئی واقعہ، کوئی نشان۔ آپ کے علاقہ کا واقعہ۔ سلسلہ کی تاریخ کا ایک اہم جزو بن سکتا ہے۔ آپ لکھئے، خواہ کوئی نسخہ، کوئی تجربہ یا کوئی مشورہ، کوئی مفید بات۔ کوئی دلچسپ بات۔ آپ کا کوئی خیال، کوئی مسئلہ، کوئی سوال۔ خالد کے مندرجات ـــ کسی نظم یا مضمون پر اپنا تاثر یا تأثرات مجلس کے کسی امر کے متعلق اپنی رائے۔ قارئین سے درخواستہائے دعا۔ آپ لکھئے، کھیتوں، پہاڑوں، پھولوں، پھلوں، دریاؤں، ہواؤں، بادلوں، پرندوں، چرندوں، باغوں، دفتروں، فیکٹریوں، مکانوں، سڑکوں، شہروں غرضیکہ دُنیا و مافیہا کے کسی موضوع پر چند سطور یا ایک طویل مضمون، ایک شعر، ایک قطعہ یا ایک طویل نظم۔ آپ لکھئے۔ سماجی، سائنسی اقتصادی، نفسیاتی، کسی قسم کا مضمون۔ کہیں آپ کوئی اچھا مضمون پڑھتے ہیں ہمیں بتایئے۔ قرآن مجید، سنّت، حدیث، کتب حضرت مسیح موعودؑ۔ کتب خلفاء سلسلہ میں سے کوئی دلپسند مضمون۔

ہمارا یہ لائحۂ عمل ہے کہ ہم جہاں ایک طرف اعلیٰ تعلیم یافتہ خدام کے بلند پایہ تحقیقی مضامین شائع کریں وہاں نئے لکھنے والوں کی تحریرات بھی اصلاح کے بعد شاملِ اشاعت کریں۔ اس طرح نئے لکھنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی ہو۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ احمدی نوجوان ـــ پاکستان میں ہوں یا بیرونِ پاکستان ـــ انہوں نے مجلس خدام الاحمدیہ سے براہ راست یا بالواسطہ استفادہ کیا ہے۔ ان کا فرض ہے کہ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ اور مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

(باقی دیکھئے صفحہ ۲۵ پر)

معارف القرآن

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ



# قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

ترجمہ:- (ہم ہر زمانہ کے مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ) تو (دوسرے لوگوں سے کہتا چلا جا کہ (پکی اور اور اصل) بات یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔

تفسیر:- اَحَد کا لفظ اپنے اندر عجیب خصوصیت رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس میں کسی رنگ کی دُوئی کا خیال نہیں پایا جاتا۔ باقی سب ہندسوں میں دُوئی کا خیال پایا جاتا ہے حتیٰ کہ واحد میں بھی اور اوّل میں بھی دُوئی پائی جاتی ہے۔ واحد کے معنے ہیں پہلا۔ یعنی دوسروں کی نسبت سے پہلا۔ اور نسبت دُوئی کو طلب کرتی ہے کیونکہ اس وقت تک کسی چیز کی نسبت نہیں قائم کی جا سکتی جبتک دُوئی نہ ہو۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ دایاں ہے جبتک بایاں نہ ہو۔ اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ یہ شمال ہے جبتک جنوب نہ ہو۔ اسی طرح جو واحد ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ دوسرے ہوں مگر احد کے معنے ایک ہیں اور ایک دوسرے کی نفی کرتا ہے۔ مگر ایک کے لفظ سے بھی وہ مفہوم ادا نہیں ہو سکتا۔ جو احد میں پایا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کے سوا اور لفظ اردو میں نہیں پایا جاتا۔ اسلئے ہم مجبور ہیں کہ ایک کا لفظ استعمال کریں۔ تو اَحَد کے معنے ہیں وہ ذات جو ایسی ایک ذات ہے کہ جس کا تصور کریں تو دوسری کسی ذات کا خیال بھی دل میں نہ آسکے۔ پس اَحَد وہ صفت ہے کہ جو سب خلق سے منزّہ ہو اور درحقیقت اللہ تعالےٰ کی اصل شان احدیّت ہی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ مخلوق سے تعلق کے لئے نیچے اُترتا ہے۔ تو اس کی صفات محدود ہوتی جاتی ہیں۔ جیسے مثلاً سُورج ہے۔ اس کی چوڑائی آٹھ لاکھ میل ہے۔ لیکن آنکھ کے مقابلہ میں آکر چھوٹا سا رہ جاتا ہے کیونکہ اگر اس کا عکس پوری جسامت میں ہو تو آنکھیں دیکھ نہ سکتیں۔ پس جس طرح آنکھوں کے محدود ہونے کی وجہ سے جب تک سورج چھوٹا نہ ہو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ جو احد کی شان رکھتا ہے اور اسکی اصل شان یہی ہے جب بندوں پر ظاہر ہوتا ہے تو ایسا کہ ہم اسے دیکھ سکیں۔ اور خدا تعالیٰ کی وہ جلوہ گری کامل نہیں ہوتی۔ پس اللہ تعالےٰ کی اصل شان کو جو احدیت ظاہر کرتی ہے کوئی اور صفت بیان نہیں کرتی۔

(از تفسیر کبیر مصنفہ حضرت مصلح موعودؓ — جلد ششم حصہ آخر صفحہ ۱۴۷)

درس حدیث

# اسلامی اخوّت کا حقیقی معیار



عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

(صحیح بخاری)

**ترجمہ:-** انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سچا مومن نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے وہی بات پسند نہیں کرتا۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

**تشریح:-** یہ حدیث اسلامی اخوت کا حقیقی معیار پیش کرتی ہے۔ سب سے پہلے قرآن شریف نے تمام مسلمانوں کو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (یعنی تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں) کہکر بھائی بنایا اور اس کے بعد ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ الفاظ فرما کر جو اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں اس اخوت کے بلند معیار کی وضاحت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اخوت کا معیار یہ ہے کہ جو بات ایک مسلمان اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔ ان مختصر الفاظ کے ذریعہ آپ نے گویا مسلمانوں میں ہر قسم کی دوئی اور غیریت کی جڑھ کاٹ کر انہیں بالکل ایک جان کر دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل اکثر لوگ نفسا نفسی کی مرض میں مبتلا ہو کر اپنے واسطے ہر چیز کو جمع کرنے اور دوسروں کو خیر سے محروم کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ . . . . . . . .

ایک دوسری حدیث میں ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان آپس میں ایک انسانی جسم کے اعضاء کا رنگ رکھتے ہیں۔ جس طرح جسم کے ایک عضو کے دُکھنے سے سارا جسم درد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان کے دُکھ سے ساری قوم میں بے کلی اور بے چینی پیدا ہو جانی چاہیئے۔ یہ وہ اخوت کا بلند معیار ہے۔ جس پر خدا کا رسولؐ (فداہ نفسی) ہمیں لے جانا چاہتا ہے کاش ہم اس تعلیم کی قدر کریں!

(از چالیس جواہر پارے صفحہ ۴۶ تا ۴۸ — مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

تبرکات



# وقفِ زندگی کی لذّت اور سرور

(از سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

" جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اس لِلّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرّب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجّہ ہی نہ کرے کیا للّٰہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہُوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیاتِ طیّبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جائے۔

بات یہی ہے۔ کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذّت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے۔ ناواقف محض ہیں۔ ورنہ اگر ایک شمّہ بھی اس لذّت اور سرور سے ان کو مل جائے۔ تو بے انتہا تمنّاؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔ مَیں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں۔ اور محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض سے مَیں نے اس راحت اور لذّت سے حظ اُٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کر پھر زندہ ہوں۔ اور پھر مروں اور زندہ ہوں۔ تو ہر بار میرا شوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔"

(الحکم ۳۱ راگست ۱۹۰۰ء)

# محبّتِ الٰہی کا نظارہ

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

وَ اِنِّیْ قَدْ وَصَلْتُ رِیَاضَ حِبِّیْ ۔۔۔ وَیَطْلُبُنِیْ خَصِیْمِیْ فِی الْمَحَانِیْ

اور میں اپنے پیارے کے باغوں میں پہنچا ہوا ہوں ۔۔۔ اور دشمن مجھے جنگلوں میں تلاش کر رہا ہے۔

هَوَیْتُ الْحِبَّ حَتّٰی صَارَ رُوْحِیْ ۔۔۔ وَ اَرَانِیْ جِنَانِیْ فِیْ جَنَانِیْ

میں نے اس پیارے سے محبت کی۔ یہاں تک کہ وہ میری جان ہو گیا ۔۔۔ اور میرا بہشت اس نے میرے دل میں ہی دکھا دیا

بِوَجْهِ الْحِبِّ لَسْتُ حَرِیْصَ مُلْكٍ ۔۔۔ كَفَانِیْ مَا اَرٰی نَفْسِیْ كَفَانِیْ

اس پیارے کی قسم ہے کہ میں کسی ملک کا حریص نہیں ۔۔۔ اور یہ میرے لئے کافی ہے کہ میں اپنے نفس کو فنا کی حالت میں دیکھتا ہوں

عَمُوْدُ الْخَشْبِ لَا اَبْغِیْ لِسَقْفِیْ ۔۔۔ وَحِبِّیْ صَارَ لِیْ مِثْلَ الْبَوَانِ

میں لکڑی کے ستون اپنی چھت کے لئے نہیں چاہتا ۔۔۔ اور میرا پیارا میرے لئے ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ ستون

وَرِثْنَا الْمَجْدَ مِنْ ذِی الْمَجْدِ حَقًّا ۔۔۔ وَصُبِّغْنَا بِمَحْبُوْبِ مَقَانِیْ

ہم نے بزرگی کو خدائے ذوالمجد سے پایا ۔۔۔ اور اس ملنے والے پیارے کے رنگ سے ہم رنگے گئے

دَخَلْتُ النَّارَ حَتّٰی صِرْتُ نَارًا ۔۔۔ وَنَخْلِیْ فَاقَ اَفْكَارَ الْاَفَانِیْ

میں آگ میں داخل ہوا یہاں تک کہ میں آگ ہی ہو گیا ۔۔۔ اور میری کھجور گھاس پات کے فکروں سے بہت بلند بڑھ گئی۔

خُمُوْرِیْ مُنْتَقَاةٌ غَیْرُ كَدِرٍ ۔۔۔ مُشَعْشَعَةٌ بِمَاءِ الْاِقْتِرَانِ

اور میری شراب ایک چُنی ہوئی شراب اور مصفّا ہے ۔۔۔ جس میں الٰہی محبت کا پانی ملایا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی طرف سے

# تسبیح و تحمید اور دُرود شریف پڑھنے کی بابرکت تحریک

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :۔

میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید اور دُرود پڑھنے والی بن جائے اس طرح پر کہ ہمارے بڑے مرد ہوں یا عورتیں (روزانہ) کم سے کم دو سو بار یہ تسبیح اور دُرود پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو الہام ہُوا ہے۔ یعنی

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

۱۵ سال سے ۲۵ سال کی عمر کے ایک سو بار۔ بچّے سات سال سے ۱۵ سال تک کے ۳۳ دفعہ اور جن کی عمر ۷ سال سے کم ہے ان کے والدین یا سرپرست ایسا انتظام کریں کہ ان سے دن میں تین دفعہ کم از کم یہ تسبیح اور دُرود کہلوایا جائے پس جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور (کم از کم مذکورہ تعداد میں (زیادہ سے زیادہ جس کو جتنی بھی توفیق ملے) اس ذکر و دُرود کو پڑھے۔"

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔

"جو اللہ تعالےٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اسکو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو" (الحکم ۲۸ر فروری ۱۹۰۳ء)

# ہمارے نوجوان کیسے ہونے چاہئیں؟

(الاستاذ الجلیل مولانا ابوالعطاء جالندھری)

شب و روز گوناگوں مصروفیات کے باوجود الاستاذ الجلیل مولانا ابوالعطاء جالندھری نے اپنے قلم سے ماہنامہ "خالد" کے لئے اپنی قیمتی نگارشات عطا فرمائی ہیں۔

اس عہد پرفتن میں آں موصوف نے سکوں کو ٹھکرا کر اسلامی تعلیم و تلقین کا جادۂ حیات اختیار کیا اور حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے گہری عقیدت اور اسلام کے لئے عظیم جدوجہد آپ کی زندگی کا شعار ہے۔ آپ کے تلامذہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے علاوہ افریقہ اور یورپ میں بھی ذکر و فکر کی مشعل فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ آپ کی ان نصائح اور آپ کے ان ارشادات کا لفظ لفظ آپ کے دل کی اس شدید تمنا کا عکاس ہے کہ جماعت کے نوجوان اس عظیم بارِ ذمہ داری کا گہرا احساس پیدا کریں اور خدمتِ اسلام کا فریضہ بطور احسن سرانجام دیں۔

قارئینِ "خالد" کے لئے آں موصوف کے ان گراں مایہ ارشادات کے لئے ہم دلی طور پر ممنون ہیں اور دست بدعا ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

قرآن مجید ایک کامل شریعت ہے جس میں زندگی کے ہر مرحلہ کے لئے ہدایات موجود ہیں۔ اس پاک کتاب نے ان تمام راستوں کی راہنمائی فرما دی ہے جن پر چل کر انسان کامیاب زندگی اختیار کر سکتا ہے۔ بچپن کی معصومانہ اور بے لوث زندگی کے بارے میں بھی ہدایات دی گئی ہیں جبکہ طفل اپنے ماں باپ یا نگران کی سرپرستی میں نشوونما پا رہا ہوتا ہے۔ جوانی کے ایام کے لئے بھی واضح احکام موجود ہیں۔ نوجوانوں کی ذمہ داریوں اور فرائض کے بارے میں بھی پوری تفصیلات کا تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ پھر قرآن مجید نے زندگی کے اس حصے پر بھی مکمل روشنی ڈالی ہے جسے بڑھاپا کہتے ہیں۔

یوں تو زندگی کا ہر دور ہی خصوصیات رکھتا ہے اور زندگی ایک مسلسل تگ و دو کا نام ہے عہدِ طفولیت بھی نہایت پیارا دور ہے جب انسان دنیوی الجھنوں اور مختلف انواع کے تفکرات سے بالکل آزاد ہوتا ہے، بہت سے شاعر اور فلسفی عمر بھر اس دور کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور تمنا کرتے ہیں کہ کاش یہ بے فکری کے ایام پھر لوٹ آئیں۔ بڑھاپے کا زمانہ جب انسان کا فکر پختہ اور اس کی عقل دوربین ہو جاتی ہے جب وہ زمانہ کے سرد و گرم کو آزما کر کچھ نتائج اور

اصول اپنا لیتا ہے وہ دور بھی اپنی غیر معمولی اہمیت
کا حامل ہے۔ لیکن جوانی کا زمانہ ایک فعال اور کارکردگی
کا زمانہ ہوتا ہے۔ جس زمانہ کے نتیجہ میں انسان کا بڑھاپا
کامرانی کا دور قرار پاتا ہے نوجوان اپنی ذات کے لئے
بھی اور اپنے خاندان اور قوم کے لئے بھی کارآمد وجود
ہوتے ہیں۔ قوموں کے لئے تو نوجوان ریڑھ کی ہڈی کی
حیثیت رکھتے ہیں۔ درخت میں جو مقام تنے کو حاصل
ہوتا ہے وہی مقام قوموں میں نوجوانوں کو حاصل ہوتا ہے
قوموں کا بگڑنا یا سنورنا نوجوانوں کے بگڑنے یا سنورنے
سے وابستہ ہوتا ہے۔ جوانی زندگی کا وہ عرصہ ہے جب
تازہ خون، زندہ امنگیں اور بلند حوصلے انسان کو ہر
میدان میں سبقت لے جانے پر آمادہ کرتے ہیں اور جب
انسان نہایت خوش دلی سے انتہائی قربانیوں کے میدانوں
میں آگے ہی آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اس وقت اس میں
محنت کی برداشت اور اپنے عزائم کو بروئے کار لانے
کی پوری ہمت ہوتی ہے اس لئے انفرادی اور اجتماعی
طور پر جوانی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ قوموں کا فرض
ہے کہ اپنے بچوں کی نگہداشت کریں۔ تا بچپن میں صحیح
تربیت پانے کے نتیجہ میں قوم کو ایسے ہونہار میسر آجائیں
جو قوم کے لئے عظمت اور سربلندی کا موجب بنیں۔

زندہ قوموں کے لئے یہ سوال بہت بڑی اہمیت
کا حامل ہے کہ ہمارے نوجوان کیسے ہوں؟ جو قومیں محدود
نصب العین رکھتی ہیں۔ وہ اسی کے مطابق اپنے
نوجوانوں کی تربیت کرتی ہیں۔ جن قوموں کے خیالات
اونچے ہوتے ہیں۔ وہ دنیوی طور پر دوسروں سے سبقت
لے جانا چاہتی ہیں۔ یا سائنسی میدانوں میں دوسروں
پر غالب آجانا ان کا مطمح نگاہ ہوتا ہے وہ اسی کے مطابق
اپنے نونہالوں کو تیار کرتی ہیں۔ مسلمان قوم کا نصب العین
ایک نرالا نصب العین ہے وہ اس زندگی کے بعد
ایک دوسری ابدی اور دائمی زندگی پر بھی یقین رکھتی
ہے وہ اس دنیا میں بھی حَسَنَةً کی طلبگار ہے۔
اور اُس دنیا میں بھی حَسَنَةً کو حاصل کرنا چاہتی
ہے۔ ایسی قوم کے نوجوان کیسے ہوں گے؟ ظاہر ہے
کہ وہ دنیا بھر کی قوموں سے نرالے ہوں گے۔ ان کی
جد و جہد اس دنیا کی بہتری کے لئے بھی ہوگی اور ان
کی سعی کا آخری نقطۂ نگاہ آخرت کی کامیابی اور بہتری
ہوگا۔ ان کی ترقیات کی بنیاد ایمان پر ہوگی۔ وہ اخلاق
کے ہر حال میں پابند ہوں گے وہ دوسروں کے لئے
نفع رساں وجود ہوں گے اور اس زمین پر آسمان کے
نمائندوں کے طور پر کام کر رہے ہونگے۔

قرآن مجید نے مختلف مقامات پر مسلمان
نوجوانوں کے صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ اس نے نونہال
حضرت اسمٰعیلؑ کو قربانی کا مجسمہ اور اپنے باپ کی کامل
اطاعت کرنے والے فرزند کے طور پر پیش کیا ہے
اس نے اسمٰعیلؑ کو اللہ تعالیٰ کی باتوں پر پورا یقین
رکھنے والے نونہال کی شکل میں بطور نمونہ پیش کیا
ہے۔ پھر قرآن مجید نے اصحاب الکہف کو اِنَّهُمْ
فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ
هُدًى (الکہف) کہہ کر انہیں ایسے نوجوان بتلایا
ہے جو راہِ حق میں ہر قربانی کے لئے تیار تھے۔ وہ اس

راہ میں مالوں سے تہی دست ہو گئے وہ حق کی خاطر وطن سے
جلاوطن ہو گئے۔ انہوں نے توحید کے قیام کے لئے اپنی
جانوں کو بھی قربان کر دیا۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ امت
محمدیہ کے نوجوان پہلوں سے بڑھ کر ہوں۔ ان کا قدم
دین کی راہ میں زیادہ استوار ہو۔ وہ اس زمین پر شہداء حق
ہو کر زندہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ لقمان کے
دوسرے رکوع میں اس لطیف وعظ کا ذکر فرمایا ہے جو
حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر کو فرمایا تھا۔
یہ آیات ان صفات کی طرف واضح رہنمائی کرتی ہیں جو ایک
مسلم نوجوان میں ہونی چاہئیں۔ جنہیں ہر سچا مسلمان اپنی
اولاد اور اپنی قوم کے نوجوانوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔
میں آج اس جگہ اسی رکوع کا خلاصہ درج کرنا چاہتا ہوں۔
حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نہایت پیار و محبت سے
کہا کہ:۔

اوّل۔ تم اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک اختیار نہ کرنا
نہ اس کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہراؤ۔ نہ اس کی صفات
یا اس کے افعال میں کسی کو اس کا ساجھی سمجھو بلکہ تمہیں چاہیئے
کہ کامل موحد بن جاؤ۔ اپنی نظر ہمیشہ قادرِ مطلق خدا پر
رکھو۔ اور اپنی ساری امیدیں اسی سے وابستہ کرو۔ حضرت
لقمانؑ نے فرمایا کہ شرک ایک بدترین قسم کا ظلم ہے کیونکہ
اس میں خالق کو اس کے مقام سے گرایا جاتا ہے اور
مخلوق کو اس کے درجہ سے ناجائز اور ناروا رنگ میں
بڑھایا جاتا ہے۔

دوم۔ دوسری بات حضرت لقمانؑ نے اپنے ہونہار
بیٹے کو بطور وصیتِ الٰہی کے یہ کہی کہ ماں باپ سے
حسن سلوک کرو۔ ان کا شکر ادا کرتے رہو۔ ماں کے عرصہ
دراز تک تمہاری خاطر تکلیف اٹھانے اور مشقت برداشت
کرنے کو کبھی نظر سے اوجھل نہ کرنا۔ ہاں شرک کرنے کے
بارے میں ماں باپ کی بات قابلِ قبول نہیں۔ البتہ دنیوی
معاملات میں پھر بھی ان سے حسن سلوک لازم ہے۔

سوم۔ تیسری بات یہ ہے کہ تم یقین کرو کہ کوئی
نیکی ضائع نہیں جاتی۔ اور کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی نظر
سے اوجھل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ انسان کے ہر کام
کا اسے بدلہ دیتا ہے۔ زمینوں اور آسمانوں میں کوئی
جگہ ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر ہو۔ وہ
ہر نیکی اور بدی کا محاسبہ کرنے والا ہے۔ گویا مومن
کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرے۔

چہارم۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند کو فرمایا۔
کہ تم خود نماز کو قائم کرو اور دوسرے لوگوں کو نیکی کی تلقین
کرو۔ اور بدی سے منع کرو۔ اس راستہ میں جو بھی
تکلیف اٹھانی پڑے اسے صبر و عزیمت کے ساتھ برداشت
کرو۔ گویا خود بھی نیک بنو اور معاشرہ میں بھی نیکی کو
جاری و ساری کرو۔

پنجم۔ نیکی اور اچھے کاموں کے کرنے والے
کئی دفعہ تکبر کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور دوسروں کو حقیر
قرار دے کر ان سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کی زندگی
دوسروں کے لئے اذیت کا موجب بن جاتی ہے۔ ایام
جوانی میں یہ صورت زیادہ پیدا ہو سکتی ہے۔ حضرت
لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ تم لوگوں سے بدخلقی سے
پیش نہ آنا۔ اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

متکبر اور مغرور انسانوں کو پسند نہیں کرتا۔

ششم۔ چھٹی اور آخری نصیحت حضرت لقمانؑ نے یہ فرمائی کہ انسان کو اپنی زندگی کے تمام طور طریقوں میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔ اور دوسروں پر آوازے کسنے یا انہیں خشونت و کرختگی سے خطاب کرنے کے طریق کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت لقمانؑ نے اس طریق کو احمقانہ طریق قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس میں فائدہ کوئی نہیں۔ سراسر نقصان ہے۔

قرآن کریم کی ان آیات میں بطور واقعہ تو حضرت لقمانؑ کا مکالمہ درج ہے مگر درحقیقت ہر باپ لقمانؑ ہے اور ہر بیٹا فرزند لقمانؑ اسلئے یہ وعظ سارے مسلمانوں کیلئے ہے ان آیات میں اصولی طور پر ان صفات و اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے جو نوجوانوں کو خاص طور پر اختیار کرنے چاہئیں۔ اگر مسلمان بالخصوص احمدی نوجوان ان صفات کو اختیار کرلیں۔ تو قرآن کریم ان کی فلاح دارین کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

# مضمون نویسی کا مقابلہ

خدام کو یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر "سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۹۶۷ء" کے موضوع پر مضمون نویسی کے ایک مقابلہ کا اعلان کیا گیا تھا۔ اول آنیوالے خدام کے لئے پچاس روپے انعام مقرر کیا گیا ہے۔ ابھی تک اس سلسلہ میں صرف چند خدام کے مضامین آئے ہیں۔ محترم صدر مجلس مرکزیہ نے فرمایا ہے کہ خدام کو ایک بار پھر توجہ دلائی جائے۔ کہ وہ اس مقابلہ میں حصہ لیں لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ ایک بار پھر خدام کو مضمون نویسی کے اس انعامی مقابلہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے آپ بھی اس مقابلہ میں حصہ لے کر ۵۰ روپے انعام حاصل کریں۔

فیصلہ کا اعلان سالانہ اجتماع سے قبل کر دیا جائے گا۔ اور انعام اجتماع کے موقعہ پر دیا جائے گا۔

(مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

# حبیبِ خُدا ــــــ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہ

(مکرم محمد جلال صاحب شمس - جامعہ احمدیہ)

خدائے حکیم وعلیم نے اس دُنیا کی تخلیق محض اس مقصد کی خاطر کی تھی۔ کہ اس کی پاک صفات کا ظہور ہو اور تاکہ اس کی پیدا کردہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ اشرف واعلیٰ مخلوق یعنی انسان، خدائی رنگ میں رنگین ہو، اور اسی محبوب حقیقی کے عشق میں سرشار ہو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ
اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ؕ

یہی وہ مقدس مقصود ہے جس کی خاطر اس حکیم وعلیم نے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور جب نسل انسانی ترقی کے مراحل طے کرتی ہوئی اس زینہ پر پہنچ گئی۔ جہاں پہنچکر وہ خدا تعالیٰ کی کامل ترین ہدایت کو سمجھکر اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ تو خداوند کریم نے اپنے اس محبوب کو مبعوث فرمایا۔ جو تمام انبیاء کا سردار۔ تمام صلحاء کا آقا اور تمام شہداء کا مخدوم تھا۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ وہ محبوب خدا تھے جو تمام دنیا کے لئے کامل ترین شریعت اور ہدایت کا اعلیٰ ترین سامان لے کر مبعوث ہوئے۔ آپؐ نے خدا کے حکم سے، تمام دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے۔ ببانگ بلند یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا"

یعنی اے لوگو! جو زمین کی مختلف آبادیوں میں آباد ہو کیا مشرق اور کیا مغرب، کیا شمال اور کیا جنوب، مَیں تم سب کے لئے ابدی مسرت اور شادمانی کا سامان لے کر آیا ہوں۔

خدا کے اس محبوب کا راستہ کوئی پھولوں کی سیج نہ تھا۔ آپ کا استقبال کیا گیا مگر ایذا دہی کے ساتھ۔ آپ کی نداء سُنی گئی، مگر تمسخر، تحقیر اور تکذیب کے ساتھ۔ مگر خدا کے اس حبیب کے پائے ثبات میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ یہ محبوب خدا، جو اسی کے حکم سے "دَاعِیًا اِلَی اللّٰہ" بنکر اس دنیا میں مبعوث ہوا تھا، بڑے ہی عزم اور استقلال کے ساتھ اپنے مقدس فرض کی انجام دہی میں مصروف رہا۔ مکہ والوں نے اس حبیب خدا کی تکذیب کی۔ تو خدا کا یہ پیارا "طائف" تشریف لے گیا۔ اور وہاں کے باسیوں کے سامنے شربتِ وصل ولقا کا جام پیش کیا۔ لیکن کیا وہ لوگ آپؐ پر ایمان لے آئے؟ کیا ان لوگوں نے وہ آبِ حیات بصد مسرت نوشِ جان کیا۔ جو خدا کا یہ مقدس نبی اُن کے لئے لایا تھا کیا انہوں نے ایمان وعرفان کے وہ پھول قبول کئے جن کا تحفہ خدا کے اس محبوب نے ہزاروں تمناؤں کے ساتھ ان کے سامنے پیش کیا تھا؟ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ خدا کے اس محبوب پر پتھر برسائے گئے۔ آپؐ کے پیچھے کتے چھوڑے گئے۔ طائف کے اوباشوں نے آپؐ کو لہولہان کر دیا۔ مگر قربان جاؤں اس حبیبِ خدا پر، جس نے گالیاں کھا کر بھی

دعائیں دیں۔ اور دُکھ پا کر بھی آرام دیا۔ آپ اس تکلیف کے وقت بھی یہ دعا کرتے ہوئے سُنے گئے۔

"اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ"

"اے میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما۔ کیونکہ وہ حقیقتِ حال سے ناآشنا ہیں"۔

یہ ہے وہ عظیم الشان نمونہ جو اس "داعی الی اللہ" نے پیش کیا۔ پتھر برس رہے ہیں، خون بہہ رہا ہے جسم لہولہان ہے۔ اوباش نوجوان پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ مگر خدا کا محبوب ان لوگوں کی خاطر دعائیں کر رہا ہے۔

اللہ اللہ! کیا ہی عظیم تھا وہ انسان، جو تمام بنی نوع انسان کے لئے "داعی الی اللہ" بن کر آیا تھا۔ ہاں یہ وہی سرورِ دو عالم ہے جس کی مانند نہ کوئی پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کوئی ہوگا۔ میری روح قربان ہو اس "داعی الی اللہ" پر، جس کی سوزشِ قلب نے عرش کے پائے ہلا دیئے جس کی دعاؤں نے سینکڑوں برسوں کے مردوں میں حیاتِ جاودانی کی روح پھونک دی۔

اے حبیبِ خدا تجھ پر ہزاروں سلام، کیونکہ

"اَحْیَیْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَۃٍ
مَاذَا یُمَاثِلُکَ بِھٰذَا الشَّاْنٖ"

"تُو نے صدیوں کے مردوں کو ایک ہی جلوہ سے زندگی بخش دی۔ وہ کونسی چیز ہے جو اس شان میں تیری مثیل ہو؟"

اے خدا کے محبوب! تیری نظیر کیونکر مل سکتی ہے؟ لاریب کہ تُو بے مثال ہے تُو نے، اے میرے حبیب! محض اس غرض سے کہ لوگ اپنے خالقِ حقیقی کو شناخت کرلیں، اپنی جان کو اس حد تک گداز کیا کہ خود خدائے ذوالعرش نے تیری تعریف کی۔ اور تیرے پُرسوز قلب پر یہ کہہ کر تسکین کا پھاہا رکھا کہ اے ہمارے محبوب!

"لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ
اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ"۔

تُو تو اپنی جان کو محض اس وجہ سے ہلکان کئے جا رہا ہے کہ یہ لوگ اپنے محبوبِ حقیقی پر ایمان لاکر ابدی مسرتوں کے وارث کیوں نہیں بنتے؟

الغرض ہمارے پیارے نبی نے "دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ" کی حیثیت سے بھی جو نمونہ پیش فرمایا وہ بے نظیر ہے۔ آپ کی دعوت میں محبت کی چاشنی تھی دل میں موہ لینے والی حلاوت تھی اور آپ کے عمل میں پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دینے والا عزم اور استقلال تھا۔

یہی وجہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں انسانوں نے آپ کی ندا پر لبیک کہا۔ اور ابدی حیات کے وارث ہوئے۔ اُن میں وہ بھی تھے جو عشقِ رسول میں فنا ہو کر صدیق ہوئے۔ اور وہ بھی تھے جو آپؐ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر شہید اور صالح کہلائے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور سُرخروئی پائی۔ یہ سب اس "دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ" کی برکت کا نتیجہ تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ
عَلٰی نَبِیِّنَا بِقَدْرِ ھَمِّہٖ
وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِاُمَّتِہٖ۔
آمین

# کیا دُنیوی متاعِ عیسائیوں کی صداقت کی مظہر ہے؟

## ایک قرآنی آیت سے غلط استدلال اور اس کا جواب

(حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی رضی اللہ عنہ)

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي
فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔ (طٰہٰ ع)

اور جو منہ پھیرے گا میرے ذکر سے تو یقیناً اس کی روزی ہے تنگ۔

آیت موصوفہ بالا سے پادری یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ اس میں پیش کردہ معیار کے رو سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیت اسلام کے بالمقابل حق ہے اور اسلام نعوذ باللہ باطل۔ کیونکہ مسلمانوں کی حالت عیسائیوں کے مقابل پر تنگ گذران کی ہے۔ اور عیسائیوں کی حالت بلحاظ مال و دولت اور حکومت و سلطنت ایسی ہے کہ مسلمانوں کو اس سے کچھ نسبت ہی نہیں پس اصل ذکر عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث و الوہیتِ مسیح و ابنیتِ مسیح کا ہے۔ جس سے اعراض نہ کرنے سے عیسائیوں کو یہ وسعت اور مرفہ الحالی نصیب ہوئی۔ اور مسلمانوں کو اس سے اعراض کرنے پر معیشت ضنک میں مبتلا ہونا پڑا۔

### پہلا جواب

اس آیت کو عیسائیت کی تائید اور اسلام کی مخالفت

میں قبل ازیں ایک دفعہ پادریوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی پیش کیا تھا جس کا جواب حضور رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "فصل الخطاب" میں مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے۔ آپ نے آیت

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ
(تو کہدے دُنیا کا سامان تھوڑا ہے)

کی روشنی میں اس کا یہ جواب دیا تھا کہ قرآن مجید کی آیت میں مَعِيْشَةً ضَنْكًا کے جو الفاظ آئے ہیں۔ اُن سے مراد دنیا کی متاع قلیل ہے۔ یعنی قرآن کریم سے جو خدا کا ذکر ہے اعراض کرنے والوں کے لئے صرف دنیا ہی دُنیا ہے آخرت کی سعادت سے وہ بے نصیب رہیں گے کیونکہ آخرت کی سعادت جس سے مراد روحانی زندگی کا حصول ہے اس کا ذریعہ ذکر ہے۔ اور کامل ذکر حسب آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (یعنی یقیناً ہم نے اتارا ہے یہ ذکر اور یقیناً ہم ہی اسکے محافظ ہیں) قرآن کریم ہے۔ پس مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي میں ذِكْرِي سے مراد قرآن کریم اور اس کی تعلیم (جو کامل توحید اور کامل معرفت الٰہیہ کے حصول کا

ذریعہ ہے) پر عمل کرنا ہے جس سے عیسائی قوم محروم ہے اور اس محرومی کے باعث عیسائیوں کے لئے صرف دنیا ہی دنیا ہے۔ جو قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ کے رُو سے آخرت کے مقابل پر بہت ہی قلیل چیز ہے۔ اور آیت بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى (ترجمہ۔ بلکہ تم ترجیح دیتے ہو دنیاوی زندگی کو اور آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے) کے رو سے آخرت کو دنیا کے بالمقابل بہت بڑی اور دائمی چیز قرار دیا گیا ہے۔ اب کجا آخرت کی یہ شان جو قرآن کریم پر ایمان لانے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔ اور کجا دنیا کی متاع قلیل جسے آخرت کی سعادت کے مقابل پر کچھ نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ پس پادریوں کا آیت کی اس صحیح تشریح کے خلاف غلط استدلال سے آیت موصوفہ کو عیسائیت کی تائید میں پیش کرنا ایک مغالطہ کے سوا اور کچھ نہیں۔

## دوسرا جواب

دوسرا جواب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دیا تھا۔ جس کی بنیاد انجیل متی کے ایک حوالہ پر ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ انجیل متی میں لکھا ہے۔ کہ جب مسیح شیطان سے آزمایا گیا۔ تو شیطان نے مسیح سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو یوں کہدے کہ یہ پتھر روٹی بن جائے۔ تب مسیح نے جواب میں کہا کہ مقدس نوشتوں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بلکہ خدا کے کلام سے بھی جیتا ہے یعنی خالی روٹی جسم کی غذا ہے۔ اور روح کی غذا خدا تعالےٰ کا ذکر ہے اور اس سے دائمی حیات روح کو حاصل ہوتی ہے اس کے مقابل پر یہ روٹی جو جسم کی غذا ہے مَعِيْشَةً ضَنْكًا یعنی تھوڑی سی غذا ہے، اس حوالہ کی روشنی میں آیت مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا کا یہ مطلب ہوا کہ انسان کی غذا بلحاظ جسم کے روٹی ہے۔ اور بلحاظ روح کے ذکر الٰہی ہے۔ اور ذکر الٰہی دائمی حیات کے لئے روح کی غذا ہے، اور روٹی فانی جسم کی فانی حیات تک کے لئے جسمانی غذا۔ پس جس شخص نے ذکر الٰہی سے مُنہ پھیر کر صرف جسم کی غذا یعنی روٹی پر کفایت کی تو اس نے اپنے تئیں ذکر الٰہی سے اعراض کرنے پر دائمی حیات اور ابدی زندگی سے محروم کر لیا۔ اور روٹی جو جسم کی غذا اور روحانی غذا کے مقابل بہت ہی قلیل ہے اس کے سوا اسے کچھ نہ مل سکا۔ پس عیسائیوں کا قرآن کریم کی تعلیم سے جو توحید اور روحانی غذا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اعراض کرنا اور دنیا کو اپنا مقصد بنانا اور روحانی غذا جو دائمی حیات اور ابدی زندگی کے لئے ہے اسے ترک کر کے جسم کی دنیوی فانی غذا پر حصر کرنا واقعی مَعِيْشَةً ضَنْكًا یعنی بہت ہی قلیل گذران کا نصیبہ ہے۔ پس باوجود اس صحیح تشریح کے پادریوں کا آیت موصوفہ سے غلط استدلال کی بناء پر عیسائیت کی تائید کا پہلو نکالنا قرآن کریم کی عام تعلیم کے جو تثلیث اور الوہیت مسیح اور ابنیت کی تردید میں بتکرار پائی جاتی ہے صریح خلاف اور مغالطہ ہے۔

## تیسرا جواب

اگر پادری صاحبان کے نزدیک یہی معیار صداقت ہے

کہ جو قوم دولت و مال، جاہ و حشمت اور حکومت رکھتی ہو اُسے گذارہ کی فراخی کی بناء پر حق پر اور جس کا گذارہ تنگ ہو اُسے باطل پر سمجھا جائے۔ تو سوال یہ ہے کہ پھر حضرت مسیحؑ اور آپ کے حواری اور ابتدائی زمانہ کے عیسائی صدیوں تک دولت و مال اور حکومت سے کیوں محروم رہے اور ان کے مقابل پر دوسری قومیں باوجود مسیحؑ کی منکر اور کافر ہونے کے کیوں خوشحال تھیں؟ اور رومی سلطنت باوجود مشرک اور بُت پرست ہونے کے دنیاوی اعتبار سے کیوں شان و شکوہ کی مالک تھی۔ اور مسیحؑ اور حواری اس کے ماتحت کیوں غربت و افلاس کی زندگی بسر کرتے تھے؟ کیا ان سب کو ان کے جاہ و جلال اور فراخیٔ گذران کے باعث حق پر اور مسیح اور حواریوں کو بباعث تنگیٔ گذران باطل پر سمجھا جائے؟ پس پادری صاحبان رومی سلطنت کو مسیحؑ اور آپ کے حواریوں کے مقابلہ میں اپنے پیش کردہ معیار کے رو سے کیا سمجھتے ہیں؟ جو جواب ان کے نزدیک درست معلوم ہو وہی جواب اہلِ اسلام کی طرف سے سمجھ لینا چاہیئے:۔

## چوتھا جواب

چوتھا جواب یہ ہے کہ انجیل متی میں لکھا ہے کہ مسیحؑ کو شیطان ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا۔ اور وہاں جا کر مسیح کو تمام دنیا کی حکومتیں اور بادشاہتیں دکھائیں اور کہا کہ اے مسیح! اگر تو میرے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر جائے۔ تو میں تجھے یہ سب حکومتیں عطا کر دونگا۔ تب مسیحؑ نے شیطان کو کہا۔ اے شیطان! دور ہو۔ کیونکہ سجدہ کا حکم صرف خدا ہی کے لیئے ہے۔ اور حکم ہے کہ تو سجدہ اللہ ہی کو کر۔ جو واحد لاشریک ہے۔ اور عبادت اور بندگی بھی تجھے اسی واحد لاشریک کی کرنی چاہیئے جو تیرا حقیقی معبود ہے۔ شیطان نے جب یہ جواب سُنا تو وہ وہاں سے چلا گیا۔ اور خدا کے ملائکہ آ کر مسیح کی خدمت کرنے لگ گئے۔

انجیل متی کے اس حوالہ سے ثابت ہے کہ دنیا کی وہ تمام حکومتیں اور بادشاہتیں جو شیطان کے آگے سجدہ کرنے سے مل سکتی ہوں مسیحؑ نے ان سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرنے کے ساتھ شیطان کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور خدا اور صرف واحد خدا کے آگے سجدہ کرنے کو ان تمام دنیوی حکومتوں اور بادشاہتوں پر ترجیح دی۔ جو شیطان کے مشرکانہ سجدہ کے ذریعہ حاصل ہو سکیں نیز اس سے ظاہر ہے کہ وہ حکومتیں اور بادشاہتیں جو شیطان کے آگے سجدہ کرنے اور مشرکانہ عبادت سے حاصل ہوں ان سے خدائے واحد کے حضور ایک سجدہ ہزار ہا درجہ بڑھ کر قیمت رکھتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیحؑ نے خدا کے حضور ایک سجدہ کو تمام دنیوی حکومتوں پر فائق سمجھ کر زمینی حکومتوں کے مقابل آسمانی حکومت کو جو صرف ایک خدا کے حضور سجدہ سے ملتی ہے اختیار کیا۔

مسیحؑ اسرائیلی موسوی خلفاء میں سے آخری خلیفہ تھے۔ ان کی بعثت کے زمانہ میں مشرک حکومتیں جو شیطان کو سجدہ کر رہی تھیں مسیحؑ کے اردگرد دجّال کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ کیا قوم یہود اور کیا حکومتِ وقت سب کے سب لوگ شرک کی آلودگی میں مبتلا تھے۔ ان حالات میں صرف ایک مسیحؑ تھے جو تبلیغ رسالت کیلئے توحید کا پرچم لیکر میدانِ دعوت میں نکلے۔ ہر طرف سے شیطان نے اپنی طاغوتی

مکرم منور احمد صاحب قاسم۔ ربوہ

# سائنسی معلومات

۱۔ اے۔ بی ( A.b ) :۔ ایک کیمیائی عنصر الباماین (Albamine) کا نشان ( Symbol ) ہے۔

۲۔ ایکسیلریٹر:۔ ( Accelerator ) اس کے دو سائنسی معانی ہیں۔ (۱) طبیعات ( Physics ) میں یہ ایک ایسی مشین کا نام ہے، جو ایٹم کے اندر پائے جانے والے ذرات (مثلاً نیوٹران، پروٹان اور الیکٹرون وغیرہ) کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ (۲) علم کیمیا میں، اس سے مراد ایک ایسی چیز ہے جو پلاسٹک کی صنعت میں استعمال ہونے والے بروزہ کے سخت گیر (سخت کر دینے والے) عمل کو تیز تر کر دینے کے لئے استعمال ہو۔

۳۔ بمبار کا چاند۔ ( Bomber's moon ) یہ اصطلاح اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب چاند کافی تیز روشنی دے رہا ہو۔ اور بمبار بڑی آسانی سے ہوائی بمباری کو جاری رکھ سکتا ہو۔

۴۔ نیوکلیئر ردِ عمل ( Nuclear Reaction ) جوہر یا ایٹم کے مرکزہ ( Nucleus ) کی بناوٹ اور طبعی خواص میں کوئی بھی تبدیلی ہو تو اسے "نیوکلیائی ردِ عمل" کا نام دیا جاتا ہے۔

۵۔ پروٹان۔ ایلفا ردِ عمل۔ ( Proton - Alpha Reaction ) اگرچہ یہ بھی ایک نیوکلیائی ردِ عمل ہی ہے تاہم اس میں پروٹان دھکیلنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ پروٹان مرکزے میں شامل ہو جاتا ہے پھر مرکزہ۔ ایلفا کا ایک ذرہ چھوڑتا ہے اور خود بخود کسی دوسرے عنصر یا اسی عنصر کی بہروپی اشکال ( Isotopes ) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

۶۔ نظریۂ اضافیت ( Theory of Relativity ) ڈاکٹر البرٹ آئنسٹائن کا پیش کردہ مشہور و معروف نظریہ جس کی بنیاد حساباتی نظریۂ زمان و مکان کے دوام پر ہے۔ اس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:۔

(۱) میکانی قوانین ـــ مساوی اربعیاتی (چوطرفہ) حرکت سے متاثر نہیں ہوتے (ایک ہی فلکیاتی نظام کے ارکان کی مجموعی حرکت کو مساوی اربعیاتی یا مساوی چوطرفہ حرکت کا نام دیا جاتا ہے) ایک فلکیاتی نظام کے سارے ارکان ایک حاشیہ کی خدمت بجا لاتے ہیں اگر دو مختلف فلکیاتی نظام (اپنے اپنے ارکان سمیت) مختلف خطوطِ مستقیم پر مساوی رفتار سے حرکت کر رہے ہوں تو مشاہدہ کرنے والا سوائے اس کے اور کچھ نہیں جان سکے گا۔ کہ ایک اضافی حرکت موجود ہے۔

(۲) روشنی کی رفتار مستقل ہے اور تبدیل نہیں ہوتی۔ مشاہدہ کرنے والے کی اپنی حرکت کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پس روشنی کی رفتار کی تمام پیمائشیں ایک ہی حسابی مقدار دیں گی۔ مذکورہ بالا دونوں متحرک نظاموں کی مثال میں بھی یہ مقدار ایک ہی رہے گی۔

(ترجمہ)

# وبائی امراض کے دنوں میں حفظِ ماتقدم

ان دنوں جبکہ بعض شہروں میں امراض معدہ وبائی شکل اختیار کر چکی ہیں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے سے ان امراض پر بہت حد تک قابو پایا جا سکتا ہے:۔

۱۔ جسم، لباس، مکان اور ماحول کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ ۲۔ باورچی خانہ صاف رکھیں۔ برتن اور اشیائے خوردونوش ڈھانپ کر رکھیں۔ مکھی کو کھانے پینے کے برتنوں اور خوراک کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔ ۳۔ بیت الخلاء کی صفائی پر خاص توجہ دیں۔ روزانہ فینائل چھڑکیں۔ اور رفع حاجت کے بعد غلاظت کو مٹی یا راکھ سے ڈھانپ دیا کریں۔ مکھی مار دوا کا چھڑکاؤ بھی ضروری ہے۔ گھر کی نالی صاف رکھیں۔ ۴۔ سبزی اور پھل وغیرہ کے چھلکے کھلے نہ چھوڑیں بلکہ کسی ٹین یا ٹوکری میں رکھیں۔ ۵۔ پانی یا دودھ بغیر جوش دیئے ہرگز نہ پئیں۔ ۶۔ کچے پھل ککڑی، کھیرا، امرود، بیر اور کیلا وغیرہ ہرگز نہ کھائیں۔ باسی، بازاری اور ثقیل غذا سے پرہیز رکھیں۔ ۷۔ کثرت مشاغل اور سخت محنت سے پرہیز کریں۔ اور جلاب ہرگز نہ لیں۔ ۸۔ خالی معدے گھر سے باہر نہ جائیں۔ ناشتہ ہلکا اور زود ہضم ہونا چاہیئے۔ ۹۔ ٹھنڈے مشروبات قطعاً استعمال نہ کریں۔ دہی اور لسی سے بھی پرہیز ضروری ہے۔ کھانے میں پیاز اور سرکہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ ۱۰۔ کالرا کا ٹیکہ ضرور کروائیں۔

# حافظہ

(مرسلہ مکرم عبدالحمید خانصاحب بی۔اے قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھکر)

پرانے زمانہ میں انسان کی ضرورتیں محدود ہوتی تھیں۔ اور مصروفیتیں لگی بندھی ایک انسان کا یہ کام ہوتا تھا کہ صبح سویرے بیلوں کو ہنکا کر کھیتوں میں لے جائے ہل چلائے فصل کاٹے یا کھیتی باڑی کی دیکھ بھال کرے اور سورج غروب ہوتے ہی گھر پہنچ جائے۔ جولاہے، موچی، بڑھئی اور دوسرے پیشہ ور بھی سادہ زندگی بسر کرتے تھے نہ بڑے پیمانہ کی تجارتیں اور کاروبار تھے نہ کارخانے تھے نہ دفتر تھے۔ نہ تعلیم، سائنس اور سیاست کے ہنگامے تھے نہ ہنگامہ خیز واقعات تھے۔ نہ لمبی چوڑی معلومات اور نتائج کے سے وسیع انسانی تعلقات ہی تھے انسانی حافظہ پر کوئی بوجھ نہیں تھا۔ صرف علماء کا ایک مخصوص گروہ جو مذہبی اور درسی کتابیں حفظ کرنا ضروری سمجھتا تھا اپنے حافظہ پر یہ بار ڈالتا تھا۔ عام لوگ اپنی اس قوت سے کوئی کام نہ لیتے تھے۔

اب یہ بات ممکن نہیں ہے بچوں تک کے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ وہ حساب تاریخ اور جغرافیہ جیسے مضامین میں اپنا حافظہ استعمال کریں۔ پروفیسروں لیکچراروں سائنس دانوں، اقتصادیات و معاشیات کے ماہروں، پیشہ وروں، تاجروں اور سیاستدانوں سب کے لئے حافظہ ایک قیمتی اثاثہ بن چکا ہے۔ وہ شخص قابل رشک خوبی کا مالک سمجھا جاتا ہے جو ضرورت کے وقت لکھی ہوئی یادداشتوں سے مدد لئے بغیر ضروری اطلاعات یا اعداد و شمار مہیا کر سکے جس کے دماغ میں اپنے مضمون یا شعبے یا کاروبار کے متعلق تمام تفصیلات حاضر ہوں۔ اور جسے یہ معذرت کرنی نہ پڑے کہ اس وقت مجھے مطلوبہ تاریخ، نمبر، اعداد یا رقم یاد نہیں۔ ایسے آدمی اپنے اچھے حافظہ کی بدولت ترقی بھی حاصل کرتے ہیں اور قدردانی بھی۔

مگر ایسے خوش نصیبوں کی تعداد کم ہی ہوتی ہے اس کے برعکس زیادہ تر لوگ اپنے حافظہ پر اعتماد نہیں کرتے۔ وہ اس کمزوری کا اعتراف بھی کریں گے اور اس معذرت کی ضرورت نہیں سمجھیں گے دراصل عام خیال یہ ہے کہ اچھا یا برا حافظہ ایک قدرتی چیز ہے ہم اس معاملہ میں بے بس ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ فراموشی یا بھول پر کوئی مواخذہ نہیں ہونا چاہیئے۔

سائنس نے یہ عذر تسلیم کر لیا ہوتا تو یہ لوگ بری الذمہ ہو جاتے مگر ایسا نہیں ہے اسکے نزدیک یہ غلط ہے کہ حافظہ کو بہتر نہیں بنایا جا سکتا۔ جرمنی میں بالخصوص اور دوسرے ممالک میں بالعموم متعدد کالجوں اور یونیورسٹیوں میں حافظہ کی تربیت کے باقاعدہ کورس بنائے گئے ہیں۔ جن میں کاروباری لوگوں کے علاوہ مختلف علوم و فنون کے طلباء بھی شریک ہوتے ہیں۔ نتائج نے بتایا ہے۔ کہ یہ تجربے کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ مثلاً قانون کے ایک طالب علم نے جو میونخ یونیورسٹی

کے حافظے کے کورس میں شامل ہؤا۔ یہ اعتراف کیا ہے۔ کہ میرے حافظہ پر مفید اثرات مرتب ہوئے ہیں اور میں اس قابل ہو گیا ہوں کہ انتہائی پیچیدہ قانونی مقدمات کی ہر تفصیل جیوری کے ارکان کے ناموں اور گواہوں کی شہادتیں ہمیشہ یاد رکھ سکوں۔

یہ تربیت یافتہ حافظہ غیر معمولی قدرتی حافظہ کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا نہ کسی شخص میں نظم و نسق اور غور و فکر کی صلاحیتیں ہی پیدا کر سکتا ہے تاہم جہاں کہیں اس قسم کی صلاحیتیں تو موجود ہوں لیکن حافظہ کی کمزوری کے باعث ان سے کام نہ لیا جا سکتا ہو۔ وہاں یہ تربیت کارآمد ہو سکتی ہے اور مذکورہ خوبیوں کو جلا بخش سکتی ہے اس کی مدد سے انتظام اور سوچ بچار کی قابلیت بڑھائی جا سکتی ہے

پیشتر اس کے کہ حافظہ کی تربیت کے متعلق ضروری اصولوں کی وضاحت کی جائے یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ کہ دماغ کے اندر حافظہ کا درجہ وہی ہے جو نظام جسمانی میں عضلوں یا پٹھوں کا۔ یہ پٹھے جب تک انہیں تربیت حاصل نہ ہو ٹھیک طور پر کام نہیں کر سکتے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ عام طور پر ایک نوزائیدہ بچے کی آنکھیں نیند کی حالت میں ادھ کھلی رہتی ہیں اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ آنکھوں کے اعصاب ابھی ناتجربہ کار ہوتے ہیں اور پپوٹے بند کرنے یا کھولنے پر قادر نہیں ہوتے۔ جیسے انہیں مشق ہو جاتی ہے وہ اپنا کام اچھی طرح انجام دینے لگتے ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہے۔ کہ اگر جسمانی عضلات سے کچھ عرصہ کام نہ لیا جائے تو یہ مشق ضائع ہو جاتی ہے اور وہ ڈھیلے اور سست پڑ جاتے ہیں۔ بلکہ ان میں کام کرنے کی قابلیت ہی مفقود ہو جاتی ہے مثال کے طور پر اگر کوئی شخص بیمار پڑ جائے اور دو چار ہفتے بستر پر پڑا رہے تو صحت یاب ہونے پر اس کے لئے چلنا پھرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ ٹانگوں کے عضلات اتنی مدت بیکار رہنے کی وجہ سے بھول جاتے ہیں کہ انہیں کس طرح کام کرنا چاہیئے۔ وہ از سرِ نو تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ کے بعد ہی وہ اپنے فرائض انجام دینے کے قابل ہو تے ہیں۔

حافظہ کی حالت پٹھوں سے مختلف نہیں۔ اگر ہم اس سے کام لیتے رہیں۔ تو اس میں کام کرنے کی قابلیت برقرار رہتی ہے لیکن اگر یہ فرض کر لیں۔ کہ حافظہ محض ایک گودام ہے اور گودام کی طرح اس کا رقبہ محدود سمجھکر اس میں یادداشتوں کا ذخیرہ جمع کرتے ہوئے ہچکچائیں۔ اور مقصد کے لئے ڈائری سے مدد لینے کے عادی ہو جائیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہمارا حافظہ اپنے فرائض کو فراموش کرتا چلا جائے گا۔ اور آہستہ آہستہ یادداشتیں محفوظ رکھنے کی قابلیت اور قوت سے عاری رہ جائیگا۔ ظاہر ہے کہ یہ ہمارا اپنا اپنا قصور ہوگا اور اس کے لئے حافظہ کو الزام دینا درست نہیں ہو سکتا۔

جہاں تک حافظہ کے طریق کار کا تعلق ہے۔ جدید تحقیقات سے واضح ہؤا ہے۔ کہ یاد رکھنے کا عمل کچھ تو عضویاتی ہوتا ہے۔ اور کچھ نفسیاتی۔ عضویاتی معنوں میں حافظہ ان پگڈنڈیوں کی جسامت اور موضوعی حافظے کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب ہم بوڑھے ہو جاتے ہیں تو عام جسمانی انحطاط کے ساتھ یہ دماغی پگڈنڈیاں بھی کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور آخر کار نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ یاد رکھنے کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں بھول لینے کا عمل بہت جلد واقع ہوتا ہے۔ حافظہ کا نفسیاتی پہلو یہ ہے کہ ہمارا دماغ شعور اور لاشعور میں منقسم ہے جیسے

سادہ لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے۔ کہ یہ ایک قسم کا مکان ہے، جس کے دو کمرے ہیں۔ ان کمروں کی درمیانی دیوار جب بھی ضرورت پڑے بآسانی اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے۔ ہمارے شعوری دماغ میں داخل ہونے والے واقعات اور خیالات لاشعوری دماغ کی طرف کھسک جاتے ہیں لیکن ان پر یہ پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ کہ وہ ہمیشہ کے لئے لاشعوری دماغ ہی میں رہیں۔ جب ان کی ضرورت پڑے یا جب ان کو موقعہ ملے شعوری دماغ میں بھی آ سکتے ہیں لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ ہمیں کسی یادداشت کی ضرورت پڑ گئی۔ اور کوشش کے باوجود شعور میں نہ لائی جا سکی۔ کیا وہ یادداشت ضائع ہو جاتی ہے؟ محسوس ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ ضائع ہو چکی۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر کسی شخص سے کسی زمانہ میں ہمارا تعلق رہ چکا ہے۔ اب اس کے نام کی ضرورت پڑ گئی لیکن یاد نہیں پڑتا۔ کہ اس کا کیا نام تھا۔ ہمارا شعور بڑی کوشش کرتا ہے کہ اسے شعور میں تلاش کر لائے۔ مگر ناکام رہتا ہے یہانتک کہ ہم مایوس ہو جاتے ہیں۔ لیکن کسی اور موقعہ پر جب ہم کوئی اور ملتا جلتا نام سنتے یا پڑھتے ہیں۔ اور اسے مطلوبہ نام سے کسی اور طرح مناسبت ہوتی ہے تو وہ لاشعور کی کسی نچلی سطح سے اُبھر کر اوپر جاتا اور وہاں سے شعور کی طرف آ نکلتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں وہ نام یاد آ گیا ہے۔

اس سے ثابت ہوا۔ کہ جو چیز ایک دفعہ ہمارے تجربہ یا مشاہدہ میں آ جائے۔ یا زیادہ صحیح لفظوں میں ہمارے حواس خمسہ میں سے کسی حس کو متاثر کر جائے وہ کلیۃً گم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ہمارے لاشعور میں موجود رہتی ہے۔ یا تو وہ اس میں ہمیشہ کے لئے دفن ہو کر رہ جاتی ہے۔ یا ہم کسی تلازم یا تعلق کی مدد سے اسے تلاش کر لیتے ہیں اس کا بالکل ضائع ہونا ممکن نہیں۔

حافظے کو بہتر بنانے اور یادداشتوں کو بہتر طور پر محفوظ رکھنے کے لئے تلازم (Association) کو بہت مفید خیال کیا گیا ہے۔ وہ واقعہ یا خیال جس کے ساتھ کوئی نہ کوئی تلازم بھی لاشعور میں داخل ہو گیا ہو ضرورت کے وقت بہ آسانی شعور میں واپس اُٹھتا ہے جن یادداشتوں کے ساتھ کوئی تلازم نہیں ہوتا وہ حافظہ سے جلد محو ہو جاتی ہیں۔

بعض یادوں کے ساتھ قدرتی طور پر ہی کوئی نہ کوئی تلازم ہوتا ہے۔ لیکن اگر نہ ہو تو ہم کوئی نہ کوئی تلازم سوچ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر آدم کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا قصہ ہے۔ ہابیل قابیل کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ دونوں نام چونکہ ملتے جلتے ہیں اس لیں حافظہ میں قاتل اور مقتول کو الگ الگ پہچاننا کچھ ٹیڑھا سا معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ ہم کوئی تلازم سوچ لیں جس کی مدد سے جب بھی ضرورت پڑے یہ بتا سکیں کہ قاتل کون تھا۔ اب دیکھئیے کہ قابیل کا لفظ "ق" سے شروع ہوتا ہے اور قاتل کے شروع میں بھی "قا" ہی آتا ہے دوسرے لفظوں میں قابیل کے ساتھ قتل کا تلازم بھی خود بخود ہمارے حافظہ میں محفوظ ہو گیا۔ اور ضرورت کے وقت ہم نہایت آسانی بلکہ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ قابیل قاتل تھا اور ہابیل مقتول۔

اسی طرح انگریزی کے دو لفظ ہیں Week
اور Weak دونوں کا تلفظ ایک ہی ہے لیکن معنی
جدا جدا ہیں۔ اوّل الذکر "کمزور" کے معنی میں استعمال ہوتا
ہے۔ اور آخر الذکر "ہفتہ" کے معنوں میں۔ یہاں بھی ہم
کوئی تلازم سوچ لیتے ہیں تاکہ یہ یاد رہے کہ کمزور کس
کے معنی ہیں اور ہفتہ کس کے Weak میں ایک
"E" ہے اور (Week میں دو۔ لہذا اول الذکر
کمزور ہے۔ اور اس کے معنی بھی یہی ہیں) لفظوں کے
علاوہ نام یاد رکھنے کے لئے بھی اس قسم کے تلازم سوچے
جا سکتے ہیں۔

جو ماہرین نفسیات تلازم کے طریقے کی سفارش
کرتے ہیں۔ وہ اس کے کامیاب اور مؤثر ہونے کی یہ دلیل
پیش کرتے ہیں۔ کہ اوّل اوّل کسی غیر زبان کے سیکھنے
میں کافی دشواری پیش آتی ہے لیکن اس کے بعد ہر اجنبی
زبان کا سیکھنا سہل ہو جاتا ہے کیونکہ نئے نئے الفاظ
قواعد اور اسلوب سمجھنے کے لئے تلازمات کا ذخیرہ پہلے
سے ہی موجود ہوتا ہے اور اس سے بڑی مدد ملتی ہے اور
یہ بڑی حد تک صحیح دلیل ہے۔

اس کے باوجود یہ شکایت عام ہے کہ چہرے اور
نام یاد رکھنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کہ زید کا بکر سے
تعارف کروا دیا گیا۔ دوسرے کسی موقعہ پر زید نے بکر
کو پہچان لیا۔ اور اس کا نام لے کر مخاطب بھی کیا لیکن
بکر اسے نہیں پہچان سکا۔ اگر پہچانا بھی ہے تو صرف
چہرے کی حد تک یعنی اتنا ہی یاد رہ گیا کہ اسے کہیں دیکھا
ہے لیکن نام یاد نہیں رہا۔ ایسے موقعہ پر یہ اعتراف کہ
نام بھول گیا ہے قباحت سے خالی نہیں۔ دوسرا شخص
بجا طور پر یہ اثر قبول کرتا ہے کہ مجھے کوئی اہمیت نہیں
دی گئی۔ یا میری ذات میں دلچسپی لینے کی ضرورت نہیں
سمجھی گئی۔

ناموں کی نسبت چہرے یاد رکھنا زیادہ آسان ہے،
بالخصوص کمپنیوں کے منتظمین اور کاروباری اشخاص کے
لئے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جن جن لوگوں سے ان کا واسطہ
پڑتا ہے انہیں وہ اچھی طرح جانچتے پرکھتے ہیں۔ یہیں
سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ چہرے یاد رکھنے کے لئے گہرے
مشاہدے کی ضرورت ہے۔ کسی اجنبی شخص سے ملاقات
کرتے وقت ہمیں اس کے چہرے کی کسی نمایاں علامت،
یا خصوصیّت کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔ تاکہ جب اس سے
دوبارہ ملاقات ہو تو اس کی ذہنی تصویر کا اصل چہرے
سے مقابلہ کر سکیں۔ اگر ذہنی تصویر کے خد و خال واضح
نہیں ہوں گے یا اس میں کوئی خاص علامت نہ ہوگی۔
تو اصل چہرہ سے مقابلہ ممکن نہیں ہوگا۔ ہم اسے نہیں
پہچان سکیں گے۔

چہرے کے مقابلہ میں نام یاد رکھنا مشکل ہے
کیونکہ ملاقات کا غالب حصّہ "عینی" ہوتا ہے اور ہمارا
ذہن زیادہ تر شکل و شباہت کا تصوّر قبول کرتا ہے۔
لیکن نام صرف ایک آدھ دفعہ سننے میں آتا ہے۔ اور
اس وجہ سے ہمارے حافظہ میں آسانی سے نقش نہیں
ہو سکتا۔ اس مشکل کا علاج یہ ہے کہ تعارف پر زیادہ
توجہ دی جائے۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ تعارف
کرانے والا شخص نام منہ ہی منہ میں بول جاتا ہے۔ البتہ

صورت میں اپنے نئے ملاقاتی سے نام پوچھ لیتے ہیں کوئی حرج نہیں۔ تعارف کے فوراً بعد نام کو دُہرا لینا چاہیئے اگر اس کے ساتھ کوئی مناسب تلازم سوچ سکیں تو اور بھی زیادہ مفید ہوگا۔ بعد میں اگر وہ نام لکھ بھی لیا جائے تو اسے محفوظ رکھنے میں سماعت کے علاوہ بصارت کی امداد بھی حاصل ہو جائے گی۔

ٹیلیفون نمبر اور دوسرے اعداد وغیرہ یاد رکھنا اور بھی مشکل ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اعداد میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ ان کے ساتھ کوئی تعلق اور تلازم بھی پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم حافظے کے ماہرین نے اسے یاد رکھنے کے گر بھی تجویز کئے ہیں۔ مثلاً کسی شخص نے آپ کو اپنا ٹیلیفون نمبر ۲۳۱۱ بتایا۔ اتفاق سے آپ کے پاس کاغذ پنسل بھی نہیں کہ آپ اسے نوٹ کر لیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ آپ نمبر کے چاروں ہندسے جمع کر لیں۔ ۲+۳+۱+۱ = ۷۔ یہ سات کا عدد آپ کو بخوبی یاد رہے گا۔ اور اسے ضرورت کے وقت پھیلا کر اصل نمبر ۲۳۱۱ یاد کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں کہ اچانک آپکو کہیں باہر جانا پڑتا ہے یا آپ کا کوئی مہمان آ جاتا ہے کتاب بند کرتے وقت کوئی کاغذ وغیرہ بھی نہیں ہے کہ اس میں یادداشت کے لئے رکھ لیا جائے۔ صفحے کا نمبر یاد رکھنے کے لئے یہاں بھی وہی طریقہ کام دے گا جو ٹیلیفون نمبر کی صورت میں آزمایا جا چکا ہے۔

خیالات یاد کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ لیکچر سننے سبق یا مضمون پڑھنے کے بعد اس کے مطالب کا ذہن میں اعادہ کر لیا جائے۔ الفاظ یاد کرنے کی ضرورت نہیں مفہوم کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بلند آواز سے سبق پڑھنا زیادہ مفید اور کارآمد رہتا ہے۔ کیونکہ وہ آنکھ اور کان دو راستوں سے حافظے میں داخل ہوتا ہے۔

حافظے کا ایک اصول یہ ہے کہ سیدھی سادی اور سرسری باتیں اتنی اچھی طرح یاد نہیں رہتیں جتنی مشکل اور پیچیدہ باتیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ معمولی اور سرسری باتوں کو محفوظ کرنے کے لئے ہمارے حافظہ کو محنت نہیں کرنی پڑتی۔ جن باتوں کو شوق اور توجہ اور غور و فکر سے سیکھا جائے وہ بہتر طور پر یاد رہتی ہیں۔ اس سلسلہ میں جو تجربے کئے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ طالب علموں کو آسان سبقوں کے مقابلہ میں مشکل سبق دس فیصدی زیادہ یاد رہتے ہیں۔

غیر دلچسپ اور ناخوشگوار باتیں عموماً یاد نہیں رہتیں اسلئے کہ ہم خود انہیں یاد رکھنا نہیں چاہتے۔ لیکن دلچسپ اور خوشگوار یادیں عرصے تک حافظے میں محفوظ رہتی ہیں۔ جن لوگوں کو غیر دلچسپ اور ناگوار فرائض انجام دینے پڑتے ہیں۔ انہیں اپنی ذمہ داریاں اور وعدے اور پروگرام وغیرہ یاد نہیں رہتے۔ بڑھاپے میں عام طور پر انسان نئی نئی باتیں سیکھنے میں دلچسپی نہیں لیتا۔ اور اردگرد کے واقعات و معاملات کو قابل توجہ نہیں سمجھتا اس لئے قوت حافظہ بیکار رہتی ہے۔ اور اس بیکاری کے سبب اس کی صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے۔ تاہم جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے اس عمر میں عضویاتی کمزوری کی وجہ سے بھی قوت حافظہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ (ماخوذ)

# بقیہ اداریہ

۔ کے مطابق مجلس کے ترجمان کے ذریعہ اپنی نگارشات سے دوسرے خدام کو بھی مستفید فرمائیں۔

اگر آپ تحریر کے لحاظ سے مبتدی ہیں تو ہم آپ سے ایک بار پھر گذارش کرتے ہیں کہ بلا جھجک لکھئے۔ آپ کے قلمی رشحات کی ہماری طرف سے اصلاح، ان کی اشاعت اور آپ کی حوصلہ افزائی ہمارا ایک پُر مسرت اور خوشگوار فریضہ ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے بانی حضرت سیدنا فضل عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ اپنے رسالہ کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھے۔

کیا آپ استقلال سے اس ارشاد پر عمل پیرا ہیں اگر نہیں، تو آج ہی اپنے قلمی رشحات "خالد" کے لئے ارسال فرمایئے۔ اور تواتر سے اس فریضہ کی بجا آوری میں مصروف عمل رہیں۔

آپ لکھیئے۔ بلا جھجک لکھیئے اور ضرور لکھیئے۔ خواہ چند الفاظ، ٹوٹے پھوٹے یا مرصع و مسجع ؏

نقد و نظر

## خدام الاحمدیہ گزٹ (انگریزی) لنڈن

ایڈیٹر:۔ مکرم اے۔ اے۔ اطہر صاحب

ایڈریس:۔ The Khuddamul Ahmadiyya Association 63, Melrose Road London, S.W. 18.

یہ امر بحید مسرت کا باعث ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ لنڈن ایک گزٹ شائع کر رہی ہے۔ ایک ایسے شہر سے جہاں صراط مستقیم سے بے راہ روی کیلئے بیشمار محرکات ہیں۔ اس گزٹ کا اجراء لائق صد تحسین ہے۔

ہر چند کہ اس گزٹ نے طباعت وغیرہ کی اعلیٰ منازل فی الحال طے نہیں کیں۔ تاہم اس کے مندرجات اس کے محاسن کی نشاندہی کرتے ہیں۔ انتظامی سرگرمیوں اور اطلاعات کے پیش نظر یہ گزٹ مجلس خدام الاحمدیہ لنڈن کی ایک بنیادی ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔

اپریل ۱۹۶۸ء کے شمارہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

## اعتذار

بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر "خالد" کی دو کتابت شدہ کاپیوں کی اشاعت روکنی پڑی۔ اس صورتِ حال سے ممکن ہے کہ رسالہ کی تاریخ اشاعت میں دو تین دنوں کی تاخیر ہو جائے۔

ہماری دلی خواہش رہی ہے کہ رسالہ معین تاریخ پر شائع ہو۔ مگر اس مخصوص صورتِ حال کی وجہ سے تاخیر کا امکان ہے تاخیر کی صورت میں امید ہے کہ قارئین کرام غیر معمولی وجہ کی بناء پر ہماری معذرت قبول فرمائیں گے۔ (ادارہ)

کی گراں مایہ احادیث مسلم اور ابن ماجہ سے شاملِ اشاعت ہیں۔ اس گزٹ میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق بھی اطلاع درج ہوتی ہے۔

اپریل کا شمارہ مجددین کے موضوع پر ایک قیمتی مضمون پر مشتمل ہے۔

یہ گزٹ مجلسی سرگرمیوں کا بھی ترجمان ہے۔

اس شمارہ میں عیدین کی تقاریب پر خدام کی مساعی بتائی گئی ہیں۔ تقاریب کے جملہ انتظامات میں خدام کا تعاون، تقسیم لٹریچر اور خدمتِ خلق کے فرائض کی انجام دہی۔ یہ تمام امور نہایت خوشکن ہیں۔

خدا کرے کہ مجلس خدام الاحمدیہ لنڈن اس گزٹ کو دوام اور استقلال سے جاری رکھے۔ اور اسے ترقی دینے میں کوشاں رہے۔

اس مجلس کے قائد مکرم آر۔ ڈی۔ قمر صاحب اور مسجد فضل لنڈن کے امام مکرم جناب بشیر احمد صاحب رفیق ہیں۔ ہم مجلس کو اس گزٹ کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔



# ذہن کی آزمائش

(مکرم عبدالکریم صاحب شاد۔ لائلپور)

مندرجہ جوابات میں سے جس جواب کو آپ صحیح سمجھتے ہیں اس کے دائرہ پر ✓ نشان لگا دیں:

۱۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو اپنے پہلے سفر یورپ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

○ صحت کی خاطر ○ مغربی ممالک کی تبلیغ کے لئے ایک مستقل سکیم۔

۲۔ خلیفۂ ثانی نے اپنے پہلے سفر یورپ کے دوران ان میں سے کونسی شخصیت سے ملاقات کی؟

○ مسولینی ○ چرچل ○ ہٹلر۔

۳۔ مندرجہ ذیل ممالک میں سے کس ملک کا گورنر جنرل احمدی ہے؟

○ غانا ○ گیمبیا ○ زیمبیا۔

۴۔ مسجد فضل لنڈن کا افتتاح کس نے کیا؟

○ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ○ مکرم جناب عبدالقادر صاحب ○ جلالت مآب شاہ فیصل۔

۵۔ پونے دو سو کے لگ بھگ احمدیہ مساجد کہاں ہیں؟

○ انڈونیشیا ○ ایسٹ افریقہ ○ غانا۔

۶۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی تصنیف کونسی تھی؟ ○ اسلامی اصول کی فلاسفی ○ براہین احمدیہ ○ حقیقۃ الوحی

۷۔ وہ کونسا احمدی مبلغ ہے جسے روس میں قید کر لیا گیا تھا۔

○ مکرم مولانا عبدالرحیم صاحب درد ○ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ○ مکرم حضرت مولوی ظہور حسین صاحب۔ جوابات صفحہ ۴۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مسلسل

# نماز باترجمہ کا چوتھا سبق

ہر رکعت میں دو سجدے کئے جاتے ہیں۔ ان دونوں سجدوں کے درمیانی قعدہ میں مندرجہ ذیل دُعا پڑھی جاتی ہے :۔

## الدُّعَاءُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ

اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت دے اور مجھے تندرستی دے

وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِيْ

اور مجھے بلندی عطا کر اور مجھے طاقت بخش اور مجھے رزق عطا کر۔

دوسری رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد قعدہ میں تشہد پڑھا جاتا ہے۔

## تَشَهُّد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ

(تمام) زبانی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں سلامتی ہو

عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تجھ پہ اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں بھی۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ اَشْهَدُ

سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں ؛

مُسَلسَل

(۴)

آج ہم آپ کو چند ایسے الفاظ کا صحیح تلفظ بتائیں گے۔ جو عام طور پر جماعت احمدیہ کے ماحول میں غلط بولے جاتے ہیں۔ قارئین کرام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ بھی اس کالم کے لئے مستند اور مفید مواد اشاعت کے لئے ارسال فرمائیں۔ تاکہ اس صفحہ میں تنوع، دلچسپی اور افادیت کے لحاظ سے اضافہ ہوتا چلا جائے ——————— (ادارہ)

۱۶۔ مبلّغ۔ (فاعل) اس کا صحیح تلفّظ مُبَلِّغ ہے۔ مُبَلَّغ کہنا غلط ہے۔ اس کے معنے ہیں تبلیغ کرنے والا۔

۱۷۔ برکات۔ بِرْکات کہنا غلط ہے۔ صحیح تلفّظ بَرَکَات ہے۔ بَرَکات جمع ہے بَرَکت کی۔ برکت کے معانی ہیں۔ ترقی۔ ازدیاد۔ نیک بختی۔

۱۸۔ ناظر۔ اس کا صحیح تلفظ نَاظِر ہے۔ بعض لوگ اسے نَاظَر بولتے ہیں جو درست نہیں ہے۔ ناظِر کے معنے ہیں۔ دیکھنے والا۔ نگہبان۔ محافظ۔ صدر انجمن احمدیہ میں نظارت کے افسر کو ناظر کہا جاتا ہے۔

۱۹۔ تربیت۔ صحیح تلفظ تَرْبِیَت ہے۔ کئی افراد تَرْبِیَّت استعمال کرتے ہیں۔ جو کہ غلط ہے۔ تَرْبِیَت کے معنے پرورش کرنے کے ہیں۔ تادیب اور تہذیب بھی اس کے معانی میں شامل ہیں؛

۲۰۔ خالد۔ اس کا صحیح تلفظ خَالِد ہے۔ خَالَد کہنا غلط ہے۔ خَالِد اسلام کے ایک بطلِ جلیل کا نامِ نامی ہے۔ خالد کے لفظی معنے ایسی چیز کے ہیں جو ہمیشہ قائم رہے۔ خالد ایسی شخصیت کو بھی کہتے ہیں جو اپنے کارہائے نمایاں کے باعث زندہ جاوید رہے؛

# حمد ذاتِ باری تعالیٰ

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

میرا محبوب ہے وہ جانِ جہانِ عشّاق
اُس سے جو دور رہا۔ قالبِ بے جاں ہے وہی

عالمِ کون ومکاں نور سے اُس کے روشن
نغمۂ ساز وہی۔ بُوئے گلستاں ہے وہی

ذرّے ذرّے میں کشش عشق کی جس نے رکھی
مالکِ جسم وہی۔ رُوح کا سلطاں ہے وہی

رنگ سے اس کے ہے نیرنگئ عالم کا ظہور
گرمی و رونقِ بازارِ حسیناں ہے وہی

دل جو انساں کو دیا۔ دردِ محبّت دل کو
قبلۂ دل ہے وہی۔ درد کا درماں ہے وہی

جس نے آواز سُنی ہو گیا اس کا شیدا
دیکھ لے جلوہ تو سو جان سے قرباں ہے وہی

خود تو جو کچھ ہے سو ہے نام بھی اس کے پیارے
حیّ و قیّوم و صمد۔ ہادی و رحماں ہے وہی

عشق میں جس کے رقابت نہیں وہ یار ہے یہ
جس پہ بِن دیکھے مریں لوگ۔ یہ جاناں ہے وہی

لاکھ خوشیاں ہوں مگر خاک ہیں بے وصلِ نگار
قرب حاصل ہے جسے۔ خرم و شاداں ہے وہی

حُبِّ دنیا بھی نہ ہو۔ خواہشِ عقبیٰ بھی نہ ہو
جز خدا کچھ بھی نہ ہو۔ طالبِ جاناں ہے وہی

نفسِ امّارہ جسے کہتے ہیں اربابِ نظر
راہِ الفت میں بس اک خارِ مغیلاں ہے وہی

جس سے یہ رہزن و سفاک بھی مغلوب نہ ہو
یار کی راہ سے گم گشتہ و حیراں ہے وہی

اب تو دل میں ہے فقط ایک تمنّا باقی
آرزو صرف وہی۔ خواہش و ارماں ہے وہی

درگہِ قدس سے قائم رہے رشتہ اپنا
لیکن اس کا بھی اگر ہے تو نگہباں ہے وہی

تشنۂ جامِ محبت کی دعا ہے اُس سے
ساقئ میکدۂ محفلِ مستاں ہے وہی

(ق)

آپ دیتے نہ تھکیں اور ہمیں لیتے نہ تھکوں
میرے شایاں ہے یہی آپ کے شایاں ہے وہی

ہاتھ پکڑا ہے تو اب چھوڑ نہ دینا لِلّٰہ
مدّتوں دور رہا جو۔ یہ پشیماں ہے وہی

سچ تو یہ ہے کہ سبھی میری خطا تھی ورنہ
اپنے بندہ دل پہ کرم آپ کا ہر آں ہے وہی

ہم تو کمزور ہیں پر آپ میں سب طاقت ہے
جو بھی مشکل ہے ہمیں آپ کو آساں ہے وہی

لِلّٰہ الحمد میانِ من و اُو صلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند

(مرسلہ:- اقبال احمد صاحب نجم ربوہ) (بخارِ دل حصّہ دوم صفحہ ۴۹)

# خدا قائم رکھے ساقی ترا جذبۂ مے نوشی

(مکرم فیض چنگوی صاحب سابق ایڈیٹر "المصلح" کراچی)

شرابِ احمدیت کے جو پی لیتے ہیں پیمانے
نہیں ڈرتے زمانے سے کبھی وہ رند دیوانے

خدا قائم رکھے ساقی ترا جذبۂ مے نوشی
کہ ہر خطۂ دنیا میں بنا ڈالے ہیں میخانے

وہ دیکھو! چل پڑے ہیں قافلے عشق و محبت کے
دلوں کی مشعلوں کی آگ سے دنیا کو گرمانے

دیے اشکوں کے پلکوں پر جلا کر طے یہ کرتے ہیں
اندھیری رات میں منزل کے سب سنسان ویرانے

یہی ہیں واقفینِ زندگی اس پر کبھی سوچا
شمع روشن نہیں ہے جب تو کیوں جلتے ہیں پروانے

اثر ہم نے عجب دیکھا مسیحا کے صحیفوں کا
کہ فرزانے جو پڑھتے ہیں تو ہو جاتے ہیں دیوانے

نہیں ان کے لئے عشرت و راحت کی کوئی قیمت
کہ خوش بختی نے جن کو چن لیا ہے دیں کا غم کھانے

نصاریٰ اور یہودی کے ستم کے تیر بھی سہہ کر
نظر میں ہیں مسلمانوں کی اب تک بھی جو بیگانے

خوشا بختیکہ ہم نے آج پہچانا مسیحا کو
وگرنہ کس طرف جاتے بھٹکتے ہم خدا جانے

انہیں پھولوں کی سیجوں سے بھلا ہے کونسی نسبت
بناتے ہیں جو شعلوں پہ نشیمن فیض دیوانے

# اُٹھ اے محمدؐ کے جواں!

(مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب گول بازار۔ ربوہ)

اُٹھ اے محمدؐ کے جواں  توحید کی گونجے اذاں
مٹ جائے ظلمت کا نشاں  کر دے زمیں کو ضو فشاں
دجالیت کو توڑ دے  حاصل ہو لوگوں کو اماں
غالب ہو دینِ مصطفٰےؐ
فاتح تو بن اے مسلماں
ایسا بنے تو پُرکشش  تجھ پہ فدا ہو سب جہاں
اپنے خدا کے عشق میں  ہر وقت ہو اپنا دھیاں
مومن نہ تو گھبرا کبھی
اللہ ہے ہم پر مہرباں

---

# بُت شکن

(مکرم عبدالسلام صاحب اسلام۔ گوکھووال ضلع لائلپور)

نفسِ اماره کا بنده برہمن سے کم نہیں
خواہشِ سفلی کا قاتل بُت شکن سے کم نہیں
عاشق و معشوق کا پیوند کیا جانے کوئی
یہ تعلق نسبتِ رُوح و بدن سے کم نہیں

---

# تشنہ رُوحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقا

(مکرم حکیم ستار عبدالہادی صاحب غازی غما)

یہ مقام شکر ہے شکرِ خدا لاؤ بجا
جبکہ تم پر ہو رہا ہے ہر گھڑی فضلِ خدا
پھر زمانے میں ہوا نورِ ازل جلوہ نما
حضرت ناصر کے دل پر حق نے یہ القا کیا
تشنہ روحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقا

بہرِ تبلیغِ ہدایت اذن خالق جب ملا
جانبِ یورپ چلا جب ناصرِ دینِ ہُدیٰ
درد دل سے خادموں نے کی دعا نزدِ خدا
تو ہی ہو حافظ حقیقی ہر جگہ پیارے خدا
تشنہ روحوں کو پلائے شربتِ وصل و بقا

آپ نے حالت سنواری غرب کے بیمار کی
یعنی بھی تبلیغ یہ تبشیر اور انذار کی
بن گئی ہے یہ دوا یورپ کے ہر بیمار کی
پائیں گے جس سے شفا ہر درد ہر آزار کی
آپ نے جا کے پلایا شربتِ وصل و بقا

ہے دعا ہادی کی جو ہے آپ کا ادنیٰ غلام
رحمتِ یزداں ہو نازل آپ پر ہر صبح و شام
آ گئے ربوہ میں واپس آپ بانیل مرام
اور علم لہرا دیا اسلام کا باشاد کام
تشنہ روحوں کو پلا کے شربتِ وصل و بقا

حافظ عباس علی صاحب عاصم ربوہ

# اُردو زبان کی ابتداء کہاں اور کیسے ہوئی

(آخری قسط)

۱۳۲۹ھ میں جب آصف جاہ سابع نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ تو اس نے دفاتر کی زبان فارسی کی بجائے مکمل طور پر اُردو کر دی۔ دُور دُور سے اساتذہ کو اُردو زبان کی ترویج اور اشاعت کے لئے جمع کر دیا۔ اس دور میں اردو زبان کو جن ذرائع سے ترقی ملی وہ یہ تھے:۔

۱۔ سرکاری زبان اُردو قرار دے دی گئی۔

۲۔ بیرونِ ملک سے اُردو کے ممتاز شعراء اور مصنّفین کو مرکز میں بلایا گیا اور ان کی سرپرستی کی گئی۔

۳۔ دکن کے باکمال شعراء اور اہلِ فن نے اپنے فن سے اس "شجر" کی آبیاری کی۔

۴۔ مختلف علوم پر کتابیں لکھی گئیں۔ نیز انگریزی اور فرانسیسی زبان کی علمی کتابوں کے اُردو زبان میں ترجمے کئے گئے۔

۵۔ اخبارات و رسائل کا اجراء ہُوا۔

۶۔ علمی انجمنوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اردو زبان کی یہ خوش قسمتی تھی کہ عادل شاہی اور قطب شاہی سلطنتوں کی طرح سلطنتِ آصفیہ نے بھی اسے اپنے دربار میں جگہ دی۔ عدالت کی زبان اس سے قبل فارسی تھی لیکن اب وہ بھی اردو قرار پائی۔

آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خاں نے مرزا داغ دہلوی کو رام پور کے دربار سے بُلا بھیجا اور اپنے دربار میں دو ہزار مشاہرہ پر رکھ لیا۔ نیز آپ کی شاگردی بھی قبول کر لی۔ شاہ نصیر نے بھی اپنی عمر کا ایک بڑا حصّہ اسی سرزمین میں بسر کیا۔ اسی طرح امیر کو بھی اس سرزمین کی کشش کھینچ لائی۔ لیکن افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی۔ اور آپ تھوڑے عرصے بعد راہی ملکِ عدم ہوئے۔

داغ اور شاہ نصیر کی طرح امیر نے بھی اپنے کلام سے اردو زبان کو تقویت بخشی۔ اسی طرح اردو کے مشہور ناول نگار پنڈت رتن سرشار نے بھی ایک عرصہ تک یہاں قیام کیا۔ یہاں رسالہ دبدبۂ آصفی کی ایڈیٹری آپ کے سپرد کی۔ یہ رسالہ مہاراجہ بہادر کی سرپرستی میں جاری ہُوا تھا۔

مولوی عبدالحلیم شررؔ، میر انیس۔ نواب محسن الملک مولوی میر مہدی علی، نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی اور مولانا نذیر احمد جیسے اہلِ فن حضرات حیدر آباد سے وابستہ رہے۔

مولوی سیّد علی بلگرامی نے "تمدن عرب" اور "تمدن ہند" جیسی عظیم کتابوں کا ترجمہ یہیں کیا تھا۔ علامہ شبلی نعمانی بھی ایک عرصہ تک حیدر آباد میں علوم و فنون کی ترقی و ترویج میں کوشاں رہے۔

نصیر الدین ہاشمی صاحب رقمطراز ہیں :۔

"ان (شبلی نعمانی) کی اکثر کتابیں مثلاً الغزالی الکلام، علم الکلام، موازنہ انیس و دبیر وغیرہ یہیں عالم وجود میں آئیں۔ ان کی تقریباً تمام تصنیفات و تالیفات دولتِ آصفیہ کی علم پروری اور معارف نوازی کی مرہونِ منت ہیں اور ان کا بڑا حصہ سلسلہ آصفیہ میں داخل ہے۔"

• مولوی ظفر علی خاں نے خیابانِ فارس اور معرکہ مذہب و سائنس وغیرہ کا یہیں ترجمہ کیا۔ ..... ان کے علاوہ سلطنتِ آصفیہ نے بڑے بڑے اداروں کو گراں قدر امداد دی ہے۔ مثلاً علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ندوۃ العلماء دیوبند اور اسلامیہ کالج لاہور وغیرہ۔"

(دکن میں اردو ص۳۹۲)

## سلطنتِ آصفیہ کے مشہور شعراء

اس دور کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عادل شاہی اور قطب شاہی حکمرانوں کی طرح آصف جاہ سادس نے بھی اردو میں طبع آزمائی کی۔ آپ کا تخلص آصف جاہ تھا۔ اور مرزا داغ سے اصلاح لیتے تھے نصیر الدین ہاشمی لکھتے ہیں :۔

"آپ (آصف جاہ نواب میر محبوب علی خاں) کو جملہ اصنافِ نظم پر قدرت حاصل تھی۔ علاوہ غزلیات وغیرہ کے "تعلیم"۔ "فوج"۔ اصلاح فوج وغیرہ کے متعلق آپ کی مختلف اور متعدد اخلاقی نظمیں ہیں۔ رعایا کے مختلف فرقوں کے سپاسناموں کے جواب میں آپ نے اپنی سالگرہ کے موقع پر نہایت عمدہ و بیش نظمیں اکثر و بیشتر سنائی ہیں۔ اخلاقی نظموں کی طرح آپ کی عاشقانہ اور دلکش غزلیات بھی قابلِ داد ہیں۔ .... لطفِ زبان، ترکیب کی خوبی، فصاحتِ مضمون، محاورات روزمرہ، ہر پہلو سے لائق صاد ہیں۔ داغ کی طرز میں آپ غزل کہتے رہے اور اس میں ایسی مشق بہم پہنچائی کہ آپ کی غزل استاد کی غزل کی ٹکر کی غزل ہوتی تھی۔ کیوں نہ ہو۔ آخر کلام الملوک ملوک الکلام ہوتا ہے۔" (دکن میں اردو ص۳۹۴-۳۹۶)

اس دور کے بہت سے شعراء کا پتہ چلتا ہے اس دور کے وہ شعراء جو اردو کے آسمان پر آفتاب بن کر جگمگائے ان کی تعداد بیس کے قریب ہے۔ اس دور کے شعراء کا کلام نہایت اعلیٰ اور نفیس ہے میرا ارادہ تھا کہ ان شعراء کے نام اور ان کے کلام کے نمونے بھی اپنے مضمون میں شامل کروں لیکن مضمون کی طوالت کے پیش نظر فی الحال یہ ارادہ ترک کر دیا ہے۔ شعراء کی طرح اس دور کے نثر نگاروں کی فہرست بھی خاصی طویل ہے اور بقول مؤلف "دکن میں اردو" اس دور کی تصانیف کی تعداد آٹھ دس ہزار تک پہنچتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں :۔

"اس دور میں مؤلفوں نے ہر قسم کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ سائنس، لسانیات، تاریخ، معاشیات، دینیات، قانون، طب، ہندسہ، تعلیم اور زراعت غرض وہ کونسا علم و فن ہے جس پر کتابیں تالیف نہیں ہوئیں۔" (دکن میں اردو۔ ص۴۶۸)

اس دور کی نثر نہایت شستہ خوبصورت اور
رواں ہے۔ کتب کے علاوہ ماہوار رسائل کا بھی اجراء
ہو چکا تھا۔ جن کی تعداد (اس وقت) بتیس ۳۲ کے قریب
تھی۔ علاوہ ازیں اس دور میں کئی ایک انجمنوں کا قیام
بھی عمل میں لایا گیا۔ جنہوں نے اپنے اپنے دائرے
میں زبانِ اردو کے لئے انتھک کام کیا۔ ان میں سے
جن انجمنوں کا نام سرفہرست آتا ہے وہ یہ ہیں:۔

انجمن ترقی اردو۔ اس کی بنیاد ۱۳۲۵ھ
میں دکن میں رکھی گئی اس کا مقصد اردو زبان کی ترقی
واشاعت ہے۔ دوسری زبانوں کے اردو میں تراجم
کرنا اور کروانا بھی اس کے پروگرام میں شامل ہے اس کے
سب سے پہلے معتمد مولانا شبلی نعمانی بنائے گئے۔
اس کے بعد مولوی حبیب الرحمن خان شروانی، عزیز مرزا
اور مولوی عبدالحق بابائے اردو یکے بعد دیگرے،
اس کے معتمد رہے۔

اس انجمن کے تحت ایک سہ ماہی رسالہ کا اجراء
ہوا تھا۔ آجکل بھی ایک ماہوار رسالہ جاری ہے انجمن
ترقی اردو کے علاوہ ایجوکیشنل کانفرنس، اقبال کلب
عثمانیہ ریڈنگ روم۔ انجمن ثمرۃ الادب وغیرہ قابل
ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں جامعہ عثمانیہ کا نام بھی اردو
زبان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

جامعہ عثمانیہ کی بنیاد یوں تو ۱۳۰۳ھ میں رکھی گئی تھی۔
لیکن اس کی تعمیر کچھ عرصے تک معرضِ التوا میں پڑی
رہی۔ آخر کار جب حیدرآباد کے چند دردمند لوگوں نے
ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈالی تو اس کانفرنس کے
پہلے اجلاس میں یونیورسٹی کے قیام کے لئے ایک عرضداشت
پیش کی گئی۔ اس عرضداشت میں انگریزی زبان کو ذریعۂ
تعلیم بنانے کے نقصانات اور اردو کو ذریعۂ تعلیم کے
طور پر اپنا لینے کے فوائد تفصیل کے ساتھ بیان کئے
گئے تھے۔ نیز ان اعتراضات کے مسکت و مدلل جوابات
بھی دیئے گئے تھے جو اس سلسلے میں اردو کے مخالفین
کی طرف سے اکثر و بیشتر ہوتے رہتے ہیں۔

اس عرضداشت کے ملاحظہ کے بعد اعلیٰحضرت
خسرو دکن نے تحریر فرمایا:۔

"مجھے (اس) رائے سے اتفاق ہے ..... اس
یونیورسٹی کا اصل اصول یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اعلیٰ تعلیم
کا ذریعہ ہماری زبان اردو قرار دی جائے۔ اور
انگریزی زبان کی تعلیم بھی بحیثیت ایک زبان کے
ہر طالب علم پر لازمی گردانی جائے۔ لہذا میں بہت
خوشی کے ساتھ اجازت دیتا ہوں ...... اس
یونیورسٹی کا نام (عثمانیہ یونیورسٹی) حیدرآباد ہوگا۔"

(ص ۵۲۳ دکن میں اردو)

جامعہ عثمانیہ نے اردو زبان کی ترقی واشاعت
کے لئے جس قدر کام کیا وہ کسی بھی تعریف کا محتاج
نہیں ہے اس ادارے نے ایک طرف تو مختلف علوم
کی تدریس (اردو زبان میں) کے لئے انتھک کوشش
کی اور دوسری طرف غیر زبانوں کی اعلیٰ اور بلند پایہ
کی علمی کتابوں کو اردو زبان میں منتقل کرنے میں
دن رات ایک کر دیا۔

---

# ایک ادبی لطیفہ

ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور یہ اعتراض پیش ہوا کہ ھزوًا کبارًا عجاب غیر فصیح ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنا کوئی بڈھا ادیب لاؤ۔ چنانچہ ایک بہت بوڑھا شخص لایا گیا۔ آپ نے اس سے بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا۔ اس طرف آ بیٹھئے۔ پھر وہاں سے اُٹھا کر دوسری طرف بٹھایا۔ اسی طرح دو چار بار جو اُٹھایا بٹھایا تو وہ جھنجھلا کر بول اُٹھا۔ یا محمد اتتخذنی ھزوًا و انا شیخ کبار ان ھذا شیءٌ عجاب بڈھے ادیب کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ سنکر معترضین خاموش ہو گئے ؛

## مضمون نگار حضرات کی خدمت میں

۱- اپنی نگارشات خوشخط لکھیئے۔

۲- کاغذ کی ایک جانب پر مضمون درج ہونا چاہیئے۔

۳- ایک سطر چھوڑ کر لکھیں۔

۴- اپنا مکمل پتہ تحریر کیجئے۔ تاکہ آپ کو رسالہ بھجوایا جا سکے ؛

(ایڈیٹر)

# ذہن کی آزمائش

سوالات مندرجہ صفحہ ۲۶ کے صحیح جوابات

۱- مغربی ممالک کی تبلیغ کے لئے ایک مستقل سکیم۔ (حضور ومبلے کانفرنس میں بھی شریک ہوئے)

۲- مسولینی۔

۳- گیمبیا

۴- مکرم جناب عبد القادر صاحب۔

۵- غانا۔

۶- براہین احمدیہ۔

۷- مکرم مولوی ظہور حسین صاحب

# نوبل انعامات

ڈاکٹر ایلفریڈ بی نوبل نے ڈائنامیٹ ایجاد کیا تھا یہ سویڈن کا مشہور سائنسدان تھا اس نے ۱۸۹۶ء میں انتقال کیا۔ ڈاکٹر نوبل نے مرنے سے پہلے اپنی تمام جائداد سے ایک وقف قائم کیا تھا اس وقف کی آمدنی سے ہر سال سائنس اور دوسرے میدان میں سب سے نمایاں کام کرنیوالے کو انعام دیا جاتا ہے اس انعام کو نوبل انعام کہتے ہیں۔ اور نوبل انعام ڈاکٹر نوبل کی وصیت کے مطابق دیا جاتا ہے۔

نوبل انعامات پانچ ہیں۔ اور فزکس (طبیعات) کیمسٹری (کیمیا) فزیالوجی یا طب، ادب اور قیام امن کے کام کرنے پر دیئے جاتے ہیں انعامات سب سے پہلے ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو تقسیم کئے گئے۔ ۱۰ دسمبر ڈاکٹر نوبل کی برسی کا دن ہے۔ وقف جائیداد سے نفع کم یا زیادہ ہونے سے انعام کی رقم میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن ۱۹۳۶ء کے بعد ہر انعام کی رقم آٹھ ہزار پونڈ (تقریباً ایک لاکھ تیرہ ہزار روپے) کے لگ بھگ ہے ؛

خدام الاحمدیہ کے صفحات

# دیہاتی مجالس

## ماہ مئی میں ہفتہ وصولی منائیے!

لائحہ عمل مجلس خدام الاحمدیہ کے مطابق دیہاتی مجالس ماہ مئی میں ہفتہ وصولی منائیں۔ اور کوشش کریں کہ پورے سال کا بجٹ اس ہفتہ میں وصول ہو جائے اور اپنی مساعی سے مرکز کو آگاہ کرتے ہوئے وصول شدہ رقم مرکز کو ارسال کریں۔

حبیب اللہ سیال
مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

---

# مجلس خدام الاحمدیہ ملتان مبارکباد کی مستحق ہے

## شعبہ تحریک جدید میں قابل قدر مساعی

شعبہ تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ کے اہم شعبہ جات میں سے ہے مجالس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس شعبہ کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کریں گی۔ اس شعبہ کے کام کے لحاظ سے گذشتہ چند ماہ میں مجلس خدام الاحمدیہ ملتان نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے جس کے لئے مجلس کے سب کارکنان مبارکباد کے مستحق ہیں مکرم قائد صاحب مجلس کی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"ہماری جماعت احمدیہ ملتان میں مجلس خدام الاحمدیہ کی کوششوں کے نتیجہ میں پچھلے سال کے دوران اکتوبر ۱۹۶۷ء تک ۷۵ نئے احباب دفتر سوم میں شامل ہوئے جن کا مجموعی وعدہ مبلغ ۱۱۹/۹۰ روپے کا تھا۔ امسال اب تک ۲۱ (اکیس) نئے احباب شامل ہوئے ہیں جن کا مجموعی وعدہ -/۱۸۵ روپے کا ہے۔ ویسے تو تمام احباب نے پچھلے سال کے وعدوں میں اضافہ کیا ہے لیکن پانچ احباب کا مجموعی وعدہ پہلے مبلغ -/۱۳۵۳ روپے کا تھا۔ اور اب دوران سال میں مبلغ -/۵۰۰۰ روپے کا وعدہ لیا گیا ہے جس میں سے مبلغ -/۲۲۹۰ روپے وصول بھی ہو چکے ہیں۔

سال ۲۲/۱ (۳۲ / ۱۹۶۵ء ۱۹۶۶ء) میں جماعت احمدیہ ملتان کا مجموعی وعدہ مبلغ -/۶۴۰۲ روپے کا تھا۔ سال ۲۳/۲ (۳۳ / ۱۹۶۶ء ۱۹۶۷ء) میں -/۸۰۰۴ روپے کا وعدہ ہوا تھا۔ اور اب سال ۲۴/۳ (۳۴ / ۱۹۶۷ء ۱۹۶۸ء) میں -/۱۱۷۳۶ روپے کے وعدے بھجوائے جا چکے ہیں۔ جبکہ مکرم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب امیر جماعت احمدیہ ملتان نے سالانہ اجتماع انصاراللہ کے موقع پر حضور اقدس کی خدمت میں پچھلے سال کے وعدہ سے ایک ہزار زائد کر کے مبلغ -/۹۰۰۰ روپے کا وعدہ پیش فرمایا تھا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ صرف -/۹۰۰۰ روپے کے وعدے ہی مرکز میں نہیں بھجوائے گئے بلکہ -/۲۷۳۶ روپے زائد کر کے بھجوائے گئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وصولی کی رفتار بھی بہت اچھی جا رہی ہے مکرم وکیل المال صاحب اول تحریک جدید مرکزیہ نے وعدوں میں نمایاں اضافہ کی بناء پر مجلس کی مساعی کی تعریف فرمائی ہے۔"

امید ہے کہ دیگر مجالس بھی اسی مستعدی سے کام کرتی ہوئی ..... مسابقت کی صحیح اسلامی روح کا مظاہرہ کرینگی۔ (مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

# اطفال الاحمدیہ کے مرکزی امتحانات

اطفال الاحمدیہ کے مرکزی سالانہ امتحانات کے لئے اس سال ۲۴ مئی جمعہ کا دن مقرر کیا گیا ہے ہر طفل کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ چار امتحان درجہ بدرجہ پاس کرے۔

پہلا درجہ ۔ ستارۂ اطفال

دوسرا درجہ ۔ ہلال اطفال

تیسرا درجہ ۔ قمر اطفال

چوتھا درجہ ۔ بدر اطفال

ان امتحانات کے نصاب کی کتابیں "کامیابی کی راہیں" کے نام سے الگ الگ شائع شدہ ہیں۔ اور مرکز سے قیمتاً حاصل کی جا سکتی ہیں۔

جملہ مربیان و ناظمین اطفال تعلیمی کلاسیں لگا کر بچوں کو نصاب کی اچھی طرح سے تیاری کروائیں سب احمدی والدین سے درخواست ہے کہ گھروں میں درس و تدریس کے ذریعہ بچوں کو تیاری میں مدد دیں۔ اور اس بات کی نگرانی رکھیں کہ ان کے بچے امتحان کی اچھی طرح سے تیاری کر رہے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

# وقار عمل کی افادیت

انسان کو دین کی خاطر خدمت خلق کے کام کرتے ہوئے جہاں دلی اور روحانی مسرت حاصل محسوس ہوتی ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ دنیوی نعمتوں کے دروازے بھی اس پر کھول دیتا ہے۔ ذیل میں ایک مثالی وقار عمل کی مثال درج کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے ایک خادم کو مستقل ملازمت بھی ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک مجلس کے ۷۵ خدام اور ۱۳ اطفال نے پونے چار گھنٹے کا وقت صرف کر کے شہر کی کمیٹی کی ضرورت کے مطابق ۱۳۲ فٹ لمبی دو فٹ چوڑی اور ۲½ فٹ گہری ایک کھائی کھودی۔ اسی طرح ایک ۲۰۰ فٹ لمبی سڑک پر مٹی ڈال کر استعمال کے قابل بنائی۔

اس موقعہ پر شہر کے بلدیہ کے چیف آفیسر اور ایک مِل کے سیکرٹری بھی وہاں تشریف لائے۔

انہیں بتایا گیا کہ اس وقار عمل میں یونیورسٹی اور مختلف کالجوں کے طلباء و کلاء اور دوسرے کاروباری حضرات بھی شامل ہیں۔ اس سے ان پر بہت اچھا اثر ہوا۔

اسی موقعہ پر ایک خادم نے جنہوں نے ایک مِل میں عرصہ سے ملازمت کے حصول کے لئے ایک درخواست دے رکھی تھی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی تھی مِل کے سیکرٹری صاحب سے ذکر کیا تو انہوں نے ۴۳

۴۳ فرمایا۔ کہ وہ جگہ اب بھی خالی ہے۔ آپ آ جائیں چنانچہ وہ گئے۔ تو انہیں مستقل طور پر ملازمت مل گئی۔ الحمد للہ۔

مرزا محمود احمد

نائب مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

# "ایک ایمان افروز اور دلچسپ ٹرپ"

۱۷ر مارچ ۱۹۶۸ء خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر کے لئے ایک نہایت بابرکت دن تھا۔ اس روز مجلس کے ۵۶ خدام اور ۴ بڑے اطفال بس کے ذریعہ صبح ۹ بجے سے قبل ربوہ پہنچے اور شام تک وہاں کی برکات سے مستفیض ہوئے۔

سب سے پہلے زیرِ تعمیر مسجد اقصٰی میں وقارِ عمل منایا گیا۔ اس میں خدام نے ایک منظم صورت میں تغاریوں وغیرہ کے ذریعہ ۰۰۰، مکعب فٹ سے زائد بجری مسجد کے تعمیراتی کام کے نزدیک منتقل کی۔ تمام خدام نے نہایت جوش و خروش سے پورا ایک گھنٹہ کام کیا۔ مکرم و محترم مہتمم صاحب وقارِ عمل نے بھی شمولیت فرما کر خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کا وقت ۱۱ بجے مقرر تھا۔ وقارِ عمل کے بعد خدام صفائی وغیرہ کر کے اپنے پیارے امام کی ملاقات کے شوق میں کشاں کشاں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری پہنچے۔ حضور پُر نور نے سب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ فرداً فرداً سب کا حال احوال پوچھا۔ لطیف مزاح سے مجلس کو رونق بخشی اور اپنے روحانی انوار کے ساتھ اپنے خدام کے جذبۂ شوقِ زیارت کو تسکین بخشی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قریباً ۱۵ منٹ تشریف فرما ہو کر قبولیتِ دعا کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کا خصوصی ارشاد فرمایا۔ حضور کے تشریف لے جانے کے بعد محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے خدام کو جماعت احمدیہ کے تبلیغی نظام پر مختصر لیکن دلچسپ پیرایہ میں روشنی ڈالتے ہوئے تبلیغ کرنے جوانی کی عمر میں خدمتِ دین کے لئے زندگیاں وقف کرنے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت تحریک وقفِ عارضی میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ اس موقعہ پر انتظامیہ کی طرف سے خدام کی چائے سے تواضع کی گئی۔

خدام نے نمازِ ظہر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں مسجد مبارک میں ادا کی۔ عصر کی نماز بعد میں اپنے طور پر پڑھ لی گئی۔ نمازوں کے بعد خدام کھانے کے لئے دارالضیافت پہنچے۔ کھانے سے فارغ ہو کر بہشتی مقبرہ میں باری باری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ رضی اللہ عنہم کے مزاراتِ مبارک پر اجتماعی دعا کی۔

ہمارا ربوہ کا آخری پروگرام دریائے چناب پر پکنک منانے کا تھا۔ بہشتی مقبرہ سے خدام دریائے چناب کی طرف پیدل روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر کچھ دیر

آرام کرنے کے بعد ورزشی مقابلہ جات ہوئے دوڑ میں سب خدام کی شمولیت لازم تھی۔ اس کے بعد کچھ خدام رنگ (Ring) کی کھیل کے ساتھ لطف اندوز ہوئے اور کچھ کشتیوں پر بیٹھ کر دریا کی سیر کے لئے نکل گئے۔ سیر و تفریح کے بعد مجلس کی طرف سے خدام کو پُرتکلف چائے پیش کی گئی جس میں متعدد مہتممین مرکزیہ بھی شامل ہوئے۔ بعد ازاں علمی پروگرام قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوا۔ سیر و تفریح کے اس موقع پر بھی خدام کا اپنا عہد دُہرانا ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔ جو اس بات کا عملی ثبوت تھا کہ زندہ قومیں اپنے مقصد کو کسی حالت میں بھی فراموش نہیں کرتیں۔ عہد دہرانے کے بعد نظم اور پھر اقتباس از کشتی نوح سنایا گیا۔ اس اثنا میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ حسب وعدہ تشریف لے آئے۔ آپ کے آنے کے ساتھ مجلس کی رونق دوبالا ہو گئی۔ آپ نے فی البدیہہ تقاریر کا دلچسپ پروگرام شروع کروایا۔ جس میں ۹ خدام نے حصّہ لیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے ایسے پروگراموں کو جن میں جسمانی مشقت کے ساتھ ساتھ روحانیت کی چاشنی بھی ہو بہت سراہا۔ آپ نے آؤٹنگز (outings) وغیرہ کے مفید نتائج پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ انسان کی جسمانی اور دماغی صحت کے لئے بہت مفید ہوتی ہیں۔ باہمی محبت اور اخوت بڑھتی ہے۔ مناظرِ فطرت سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملتا ہے آپ نے تقریر میں ملکہ پیدا کر کے اس کو تبلیغ کا ذریعہ بنانے کی تلقین بھی فرمائی۔ اس موقعہ پر آپ نے قائد صاحب سرگودھا مکرم رانا عبدالغفار خانصاحب کو خوشکن حاضری اور نہایت کامیاب ٹرپ پر مبارکباد دی۔ اجتماعی دعا کے بعد یہ بابرکت تقریب ختم ہوئی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی اقتدا میں نمازِ مغرب و عشاء جمع کرنے کے بعد خدام بس کے ذریعہ واپس سرگودھا رات کو قریباً ۹½ بجے بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خدام نے یہ تمام وقت مکرم قائد صاحب کی ہدایت پر درود شریف پڑھنے اور ذکر الٰہی کرنے میں گذارا ؛

(مرزا نثار احمد)
(نمائندہ خصوصی خالد مقیم سرگودھا)

---

## مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور کا وقارِ عمل

مورخہ ۳/۴۸/۷۲ بروز جمعۃ المبارک ایک اجتماعی وقارِ عمل لائلپور شہر کے ایک محلہ نامی جبّاں میں منایا گیا پچھلے دنوں سیم کے پانی کی وجہ سے محلہ جبّاں کے مکینوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس پانی کی وجہ سے بعض مکانات گر گئے تھے۔ محلہ مذکور میں ایک مفلوک الحال بیمار اور معذور غیر از جماعت دوست کا مکان بھی اس زد میں آ گیا۔ اس کے پاس کوئی ذریعہ اس کی تعمیر کا نہ تھا۔ چنانچہ دس خدام نے نہایت جانفشانی سے مسلسل چھ گھنٹے کام کر کے اس کے مکان کی ۱½ دیوار تعمیر کر دی اور اس کمرہ پر نئی چھت ڈالی گئی اس تعمیر میں ۱۲۵۰ عدد اینٹ پختہ۔ دو عدد گولے چیل ۱۴ فٹ

۲۶ عدد بالے کیکر، ۳۰ عدد سرکی ڈکانے، اور ۲۰۰ مکعب فٹ مٹی خرچ آئے۔ اینٹوں اور بالوں وغیرہ پر مبلغ ۱۲۹/- روپے خرچ ہوئے۔

اس کے علاوہ اسی محلہ میں سیم کے پانی کی وجہ سے اکثر قبریں بیہ گئی تھیں چنانچہ اسی دن بیس خدام نے ۴ گھنٹے لگاتار کام کرکے ۴۵ قبروں پر ۵۰۰ مکعب فٹ مٹی ڈال کر انہیں درست کیا۔

مذکورہ بالا تمام کام چیئرمین یونین کمیٹی ۱۵ کی رہنمائی میں ہوا۔ (قائد مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور)

---

## مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ شہر کا وقارِ عمل

مورخہ ۳۱ مارچ کو حلقہ مسجد مبارک میں ایک وقارِ عمل منایا گیا۔ یہ وقارِ عمل ایک غریب آدمی کے مکان کی تعمیر پر مبنی تھا۔ حلقہ کے خدام نے زعیم صاحب کے ہمراہ سامان وقارِ عمل اکٹھا کیا۔ اور مقررہ جگہ پر پہنچ گئے خاکسار اور ناظم وقارِ عمل بھی صبح ۷ بجے پہنچ گئے اس وقارِ عمل میں ۱۲ خدام نے شرکت کی اور ۴ غیر احمدی بچوں نے بھی شرکت کی۔ مجموعی طور پر ۲۴ گھنٹے صرف کئے۔

صبح ۷ بجے کام شروع کر دیا گیا۔ خدام نے ۲۰ فٹ لمبی پونے ۲ فٹ چوڑی اور ۳ فٹ گہری بنیاد کھودی۔ اسی طرح تقریباً ۴ فٹ ملبہ نیچے گرا کر اس میں سے اینٹیں نکالیں۔ اور اس کو ہموار کیا۔ نیز خدام اینٹوں کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھتے اور تقریباً ۷ فٹ اینٹ کی روڑی کوٹی۔

محلہ کے ساکنین نے ایک جگہ اکٹھے ہو کر ہمارے اس کام کو دیکھا اور بہت خوش ہوئے۔ اور بعد میں انہوں نے بعض خدام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے قربانی دی ہے ان کے سوالات کے جواب میں ہم نے جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد اور اپنی اس تنظیم کے بارہ میں انہیں تفصیلاً معلومات بہم پہنچائیں۔ اس طرح اصلاح و ارشاد کا بھی ہمیں ایک عمدہ موقعہ میسر آ گیا۔ جس سے محلہ کے ساکنین بہت متاثر ہوئے۔

خدا سے دُعا ہے کہ وہ ان قربانی کرنے والے نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ والسلام

(فلاح الدین خان معتمد خدام الاحمدیہ سیالکوٹ شہر)

## "خالد" میں آپ کی رپورٹ کارگذاری

کیا "خدام الاحمدیہ کے صفحات" میں آپ کی مجلس کی رپورٹ شامل ہے؟

اگر نہیں۔ تو آپ خاص توجہ کریں۔

اگر آپ عہدہ دار ہیں۔ تو جلد رپورٹ بھجوائیں۔

اگر آپ عہدہ دار نہیں تو عہدہ دار کو توجہ دلائیے۔

یاد رکھیئے!

رپورٹ بھجوانا آپ کا ایک اہم فرض ہے!

(ادارہ)

# مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی مساعی

## محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کا خطاب

مورخہ ۲۷ فروری بروز منگل محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب جج عالمی عدالت ربوہ تشریف لائے۔ اور مجلس مقامی ربوہ کی درخواست پر بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ۴۵ منٹ تک خدام سے خطاب فرمایا۔ آپ نے خدام الاحمدیہ کو ان عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ جو حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے نونہالانِ جماعت پر ڈالی تھیں۔ اور اپنے ایک شعر میں اس کا اظہار یوں فرمایا تھا کہ

جب گذر جائینگے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

جناب چوہدری صاحب نے فرمایا۔ کہ اس عظیم بار کو اٹھانے کے لئے ناقابلِ تسخیر عزم ہمت۔ استقلال اور فدائیت کی ضرورت ہے اگر ہم زندگی کا ہر لمحہ۔ ہر لحظہ ہر پیسہ اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا کیا ہے اس کے لئے صرف نہیں کرتے تو یہ امانت میں خیانت ہے۔

آپ نے سگریٹ نوشی۔ آٹو گراف۔ اندھا دھند مغربی تقلید اور دوسری لغویات سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن کو کسی ایسی بات میں اپنا مال وقت اور قوتیں صرف نہیں کرنی چاہئیں جن میں اثباتی فائدہ نہ ہو۔ آج دنیا تیزی کے ساتھ ہلاکت اور بربادی کی طرف جا رہی ہے۔ کئی مقامات پر آگ لگی ہوئی ہے اور اس سے بھی بڑی آگ کے سامان کئے جا رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ نے یہ بیڑہ اٹھایا ہے کہ دنیا کو اس تباہی اور ہلاکت سے بچائے۔ اس صورت میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔

محترم چوہدری صاحب کی تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ (جو مجلس مقامی ربوہ کے اس اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے) نے دو منٹ تک خدام سے خطاب فرمایا۔ آپ نے خدام کو چوہدری صاحب موصوف کی نصائح پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی اور ان کے لئے دعا کی تحریک کی۔

یہ اجلاس ڈیڑھ گھنٹہ کی کارروائی کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ ربوہ کے ۸۹۲ خدام اجلاس میں حاضر تھے۔ خدام کے علاوہ کثیر تعداد میں انصار اور اطفال نے بھی شرکت کی۔

محترم چوہدری صاحب کی اس تقریر کا خلاصہ ان کے فوٹو کے ساتھ روزنامہ مشرق میں شائع ہوا۔

## ایک دلچسپ اجلاس

مورخہ ۲/۴۸ کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم سردار مقبول احمد صاحب ذبیح مہتمم مقامی کی صدارت

میں ایک دلچسپ اجلاس ہوا۔ جس میں محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر ناظم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ نے "Mind and Memory Development" کے موضوع پر تقریر کی اور بڑے پُرکشش اور دلچسپ انداز میں قوتِ حافظہ اور یادداشت تیز کرنے کے طریق بتائے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اس طرح آپ ایک وقت میں ایک سو تک مختلف اشیاء کے نام سُن کر اسی ترتیب کے ساتھ بتلا سکتے ہیں اور اپنا ذاتی تجربہ بھی پیش کیا۔ اس وقت مختلف خدام نے تیس مختلف اشیاء کے نام پیش کئے جو ڈاکٹر صاحب نے اسی ترتیب سے بتا دیئے۔ یہ پروگرام خاصا دلچسپ رہا۔ اور حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

## امتحان کتب حضرت مسیح موعودؑ

ربوہ کے خدام کے لئے پہلی سہ ماہی کے لئے مقررکردہ نصاب کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۱) لیکچر سیالکوٹ (۲) تذکرۃ الشہادتین (۳) ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی کا امتحان مورخہ ۲۳/۳/۶۸ کو خدام سے لیا گیا۔ اس امتحان کی تیاری کے لئے حلقہ جات میں درس اور تعلیمی کلاسز کا انتظام کیا گیا۔ اس امتحان میں کل ۳۹۴ خدام شامل ہوئے جن ۲۹۸ کامیاب ہوئے اوّل۔ دوم و سوم آنے والے خدام کو اجلاس عام میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے انعامات تقسیم فرمائے

## فیصلہ علم انعامی

ربوہ کے ۴۲ حلقہ جات ہیں جن میں آپس میں مسابقت کی رُوح بیدار رکھنے کے لئے مجلس ربوہ نے ایک مقامی "علم انعامی" بنایا ہوا ہے۔ ہر سہ ماہی کے بعد مجالس کی کارکردگی کا جائزہ لے کر اوّل آنے والی مجلس کو تین ماہ کے لئے یہ علم انعامی دیا جاتا ہے۔

علم انعامی کمیٹی نے حلقہ جات کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لے کر ہوسٹل جامعہ احمدیہ کو اول دارالرحمت وسطی کو دوم اور دارالنصر غربی کو سوم قرار دیا۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے اجلاس عامہ میں زعامت ہوسٹل جامعہ احمدیہ کو علم انعامی اور دیگر مجالس کو انعامات تقسیم فرمائے۔

(عبدالعزیز ملک۔ نامہ نگار خصوصی خالد۔ مقیم ربوہ)

---

## بقیہ صفحہ ۴۴ محترم چوہدری صاحب کا خطاب

اس کے بعد محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے مکرم چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا شکریہ مجلس کی طرف سے ادا کیا۔ اور حاضرین جلسہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ بعدہٗ محترم امیر صاحب کی درخواست پر محترم چوہدری صاحب نے دعا کروائی اس طرح یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

محترم چوہدری صاحب نے سوا گھنٹہ تک خدام سے خطاب فرمایا۔ کل حاضری ۴۱۱ تھی جس میں خدام کے علاوہ دیگر احباب بھی شامل تھے۔

(رپورٹ مرتبہ مکرم عبدالرشید صاحب سماٹری نامہ نگار خصوصی خالد مقیم کراچی)

# محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کا خطاب

## کارگذاری جلسہ عام مجلس خدام الاحمدیہ۔ کراچی

مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۶۸ء بروز بدھ بعد نماز مغرب احمدیہ ہال میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محترم جناب چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جو خاکسار عبدالرشید سماٹری نے کی۔ تلاوت کے بعد محترم جناب نعیم احمد خانصاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے خدام سے عہد دہرایا۔ بعدہٗ مکرم منیر احمد صاحب جاوید نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے محترم چوہدری محمد ظفراللہ خانصاحب سے جو مغرب سے قبل ہی احمدیہ ہال میں تشریف لے آئے تھے تقریر شروع کرنے کی درخواست فرمائی۔ محترم چوہدری صاحب نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ کہ میں دو تین سادہ باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو شاید میں یہاں سے باہر رہنے کی وجہ سے زیادہ محسوس کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا۔ کہ اس وقت دنیا ترقی پذیر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض علوم یعنی فلسفہ سائنس اور ٹیکنالوجی نے اس قدر ترقی کر لی ہے جو گذشتہ پچاس سال قبل کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ ہر قسم کے علم میں اضافہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے متعلق یہ اصول بیان فرمایا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ
وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

یعنی اگر تم میری نعمتوں کی قدر کروگے تو اور زیادہ دونگا لیکن اگر تم کفرانِ نعمت کروگے تو میرا عذاب بھی شدید ہے اس لحاظ سے جس قدر بڑی نعمت ہوگی۔ اسی قدر اس کا صحیح استعمال ضروری ہے اور اس کا غلط استعمال دکھ اور عذاب کا باعث ہوگا۔ اس لئے جس قدر دنیا ترقی کر رہی ہے تو اتنا ہی زیادہ امتحان کا بھی وقت ہے ایسے نازک وقت میں ہماری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے جن اراکین نے اس بات کا بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ اپنے قول و فعل میں مطابقت رکھتے ہیں۔ اس لئے جن کے کندھوں پر اس قدر ذمہ داری ہو وہ کیسے چین سے بیٹھ سکتے ہیں۔

آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک اسلامی فرائض کا تعلق ہے وہ تو ہر احمدی

ضرور بجا لانا ہوگا۔ لیکن جہاں ہمارا عمل مشکوک ہو جاتا ہے وہ مقام ہے جہاں ہم اندھا دھند دوسروں کی تقلید کرتے چلے جاتے ہیں اور محض اس لئے کرتے ہیں۔ کیونکہ ماحول اور معاشرہ میں وہ چیزیں موجود ہیں اور صرف دوسروں کے ڈر اور خوف سے ہم ان کو بجا لاتے ہیں یا امر خطرناک ہے۔ اور ہمارے اس اقرار کے خلاف ہے کہ

"ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔"

اس لئے ہمیں یہ عزم کرنا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے ساتھیوں اور ماحول سے ہرگز متاثر نہیں ہوں گے اور وہ کام نہیں کریں گے جو تقوٰی کے مطابق نہ ہو۔ ہمیں اپنے اندر وہ مومنانہ فرقان پیدا کرنا چاہیئے۔ جو مومنانہ زندگی کا امتیاز ہے اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے خاص طور پر بچنا چاہیئے۔ جو شیطانی ہیں۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس میں بتایا گیا ہے کہ عمل صالح ہی انسان کو خسران سے بچا سکتا ہے۔ اس لئے ہمارا ہر عمل صالح ہونا چاہیئے۔ اس وقت دو باتوں کی خاص طور پر ضرورت ہے اس میں سے ایک علمی ہے اور ایک عملی ہے۔

علمی بات تو یہ ہے کہ ہم اس ہدایت پر عمل پیرا ہوں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں مرحمت فرمائی ہیں۔ فلاح کا راستہ اس ہدایت میں مضمر ہے۔ جو قرآن کریم کی صورت میں ہم کو ملی ہے۔ ہمیں قرآن کریم پڑھنا چاہیئے اور اس کا ترجمہ سیکھنا چاہیئے۔ اور پڑھتے وقت جس قدر احکام ہیں۔ ہم اپنی طبیعت کو ٹٹولیں کہ کیا ہم ان پر عمل کر رہے ہیں؟ اور جہاں نہی کا حکم ہے کیا ہم اس سے بچتے ہیں؟ انسان اس وقت تک تسابق فی الخیرات اختیار نہیں کر سکتا اور منکر سے اس وقت تک نہیں بچ سکتا۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جائے۔ اگر اس طریق کو اختیار کر لیا جائے تو وہ فرقان پیدا ہونا شروع ہو جائے گا۔ جو ضروری اور لازمی ہے۔

دوسری بات جو عملی ہے اس میں خاص طور پر وہ امور ہیں۔ جو بظاہر چھوٹے نظر آتے ہیں کیونکہ بعض چھوٹی باتیں اختیار نہ کرنے سے بڑی خرابیاں دخل پا جاتی ہیں۔ مثلاً سیدنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کام دائیں طرف سے کرنے کا ارشاد ہے۔ اس طرح کھانے پینے میں طیبہ چیزوں کا لحاظ رکھا جائے۔ پڑوسیوں کے حقوق کے متعلق حضور علیہ السلام نے واضح ارشادات فرمائے ہیں۔ اسی طرح ہمیں اپنی شکلوں کو بھی مومنانہ بنانا چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سنّت پر عمل کر کے مومنانہ شکل نہیں بناتا تو اس سے یہ توقع کس طرح کی جا سکتی ہے کہ وہ مومنانہ کردار ادا کر سکتا ہے یہ امور اگرچہ چھوٹے ہیں۔ مگر ان کو اختیار کرنے سے وہ حوصلہ پیدا ہو جائے گا۔ جس سے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔

(باقی دیکھیں بر صفحہ ۳۲)

# روئیداد سالانہ تقریب مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور



مورخہ ۹/۲/۶۸ بعد نماز جمعہ یہ تقریب مسجد فضل کی بالائی منزل میں منعقد کی گئی۔ نماز جمعہ کے بعد تمام حاضرین کو چائے پیش کی گئی۔ چائے کے بعد تلاوت قرآن کریم مکرم شیخ گلزار احمد صاحب نے فرمائی۔ تلاوت کے بعد مکرم و محترم جناب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام و اطفال کے علم کی پرچم کشائی کی اور اس کے بعد عہد دہرایا۔ عہد کے بعد چوہدری خالد سیف اللہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لائل پور نے سورۃ بقرہ کی آیات ۱۶۵ و ۱۶۶ کا درس فرمایا۔ اور نہایت احسن پیرایہ میں اس کی تفسیر فرمائی۔ اس کے بعد مکرم و محترم عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔ اے مہتمم اشاعت مجلس مرکزیہ نے درس حدیث دیا۔ آپ نے شفاعت سے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث حاضرین کے سامنے پیش کی اور فرمایا۔ کہ اکثر شفاعت کا مفہوم غلط سمجھا گیا ہے۔ آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے واضح طور پر ثابت کیا کہ اعمال صالحہ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد عزیزم عبدالمنان (طفل) نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نظم "نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ نظم کے بعد مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور نے رپورٹ بابت سال ۱۹۶۶-۶۷ء پیش کی۔ رپورٹ سے قبل آپ نے خداوند تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ اس نے ہماری حقیر مساعی کو نوازا اور مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ دونوں کو مجالس ہائے پاکستان میں سے بلحاظ کارکردگی اوّل قرار دیئے جانے کا شرف بخشا۔ مکرم قائد صاحب نے مزید فرمایا کہ ان انعامات کے ملنے پر خدا تعالےٰ کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے یہ محض خدائے منّان کی پردہ پوشی اور رحیمیت کی شان ہے کہ اس نے ہماری حقیر۔ نا تمام اور نامکمل مساعی کو نوازا۔ آپ نے ان تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کیا جو دورانِ سال خدام و اطفال کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے خدام و اطفال کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد مکرم و محترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مربی سلسلہ نے تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ خوشی اور مسرت کا اظہار اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے اور پہلے سے بڑھ کر کام کرنے کی صورت میں ہی ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ مجھے ذاتی تجربہ ہے کہ خدام کو دعا اور اس کی اہمیّت کا پورا احساس ہے۔ اب یہ مقام جو خدام کو حاصل ہوا ہے اس سے آگے ہی آگے بڑھنا چاہیئے۔ مربّی صاحب کی تقریر کے بعد مکرم و محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت ہائے ضلع لائلپور نے مختصر وقت میں خدام کو چند نصائح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدام کو دو باتیں خاص طور پر سوچنی چاہئیں اور ان کا جائزہ لینا چاہیئے۔ اوّل یہ کہ جماعت احمدیہ میں نوجوانوں کی تنظیم کی غرض کیا ہے۔ موجودہ ماحول اس امر کا متقاضی ہے کہ نوجوانوں کی خاص طور پر تربیت کی جائے خدام کو منظم کرنے کی غرض

خدمت" ہے۔ جماعت کی خدمت اور بنی نوع انسان کی خدمت۔ موجودہ معاشرہ میں بہت سی باتوں پر ہم غالب آچکے ہیں لیکن ابھی معاشرہ کے بہت سے نقائص ایسے ہیں۔ جن پر ہم غالب نہیں آئے۔ آپ سوچیں۔ کہ آپ اپنے ماحول پر غالب آچکے ہیں؟ اگر آپ غالب نہیں آئے۔ تو آپ خادم نہیں بلکہ جملہ مقاصد خدام الاحمدیہ سے متصادم ہیں۔ دوم آپ نے فرمایا کہ مؤثر ذریعہ تبلیغ کا احمدی کا کیریکٹر اور نمونہ ہے جس سے بے شمار لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔ آخر میں آپ نے فرمایا۔ کہ آپ اپنی ذہنی آزادی کی فکر کریں۔ اور ذہن اس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ ماحول اور معاشرہ کے نقائص کی غلامی سے آزاد نہ ہوں۔

اس کے بعد مکرم و محترم حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے کارکردگی سال گزشتہ (سنہ ۶۷-۱۹۶۶ء) کے نتیجہ میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے ناظمین و زعماء حلقہ جات نیز اطفال میں انعامات تقسیم فرمائے۔ انعامات کی تقسیم کے بعد محترم جناب صدر صاحب نے دونوں علم خدام و اطفال کے ملنے پر مبارکباد دی اور ان اعزازات کو برقرار رکھنے کے لئے دعا فرمائی۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا۔ کہ بعض اوقات خوبیوں پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ اور بعض دفعہ کمزوریوں پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ تاکہ انسان اپنے بارے میں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے آپ نے دو حدیثوں کے بارہ میں فرمایا۔ کہ ایک طرف انسان خدا کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرتا ہے۔ مگر پھر بھی چند کمزوریاں ضرور ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اطاعت کا وہ نمونہ نہ دکھایا جس کی ان سے توقع تھی۔ دوسری حدیث کے مطابق آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کے چند بندے انتہائی گناہ اور کفر میں مبتلا ہوئے۔ ان کے اعمال تاریک ترین تھے مگر ان کی کسی ایک نیکی پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا۔ پس ان دونوں حالتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کئی نوجوان دینی تربیت سے نابلد ہیں۔ ہمیں نوجوانوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ آپ نے ایک مثال بیان کی۔ کہ فرانس میں ایک مصوّر نے بارہ سال تک مسلسل محنت کے بعد ایک پینٹنگ بنائی۔ مگر جب اسے دیکھا تو اس صدمہ سے مرگیا کہ کام اس کے تصوّر کے مطابق نہ ہوا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا تصوّر اور خود ہم نے جو اپنے لائحہ عمل کی صورت میں تصوّر قائم کیا تھا۔ اسے بھی حاصل نہیں کر سکے۔ آپ نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں اپنی بیسیوں پس پردہ کمزوریوں کو کرید کر نکالنا ہے۔ کئی نوجوان ایسے ہیں جو قرآن حکیم سے یکسر غافل ہیں۔ کئی خدام ایسے ہیں جنہیں قرآن کریم کی پانچ سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد نہیں۔ اس کے لئے فوری طور پر بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ توجہ کی ضرورت ہے۔ اجلاسوں کے طریق کو بدلا جائے۔ ایسی مجالس منعقد کی جائیں جہاں سورتیں سنی جائیں، ترجمہ سنا جائے بعض نکات قرآن کریم کے بیان کئے جائیں۔ قیام نماز کے سلسلہ میں کوشش کا ذکر ہو۔ ہر کوئی استاد ہو اور ہر کوئی شاگرد ہو۔ تبلیغ کی طرف خصوصی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بیعت کی طرف بے انتہا رجوع تھا۔ آج یہ صورت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک طبقہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ تبلیغ کرنے کا کام صرف چند لوگوں کا ہے۔ حالانکہ یہ کام تاجر کا، ملازم کا، طالب علم کا، اور انجنیئر کا بھی ہے۔ سال میں ہر خادم ایک احمدی ہر صورت میں بنا سکتا ہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ احمدیت انشاء اللہ تعالےٰ ترقی پر ترقی کرتی چلی جائے گی۔ اسکے بعد آپ نے دُعا فرمائی اور اجلاس برخاست ہُوا۔

حاضری اجلاس حسب ذیل تھی۔ خدام مع مجلس عاملہ ضلع و مجلس عاملہ مرکزیہ = ۲۹۸ - انصار ۱۵۴ - اطفال ۹۶ - لجنہ اماءاللہ ۳۷ - کل حاضری = ۵۸۵

(نامہ نگار خصوصی ماہنامہ خالد مقیم لائلپور)

---

# ملتان میں وبائی صورت حال کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ تندہی سے خدمت خلق میں مصروف ہے

ملتان - ۲۳ اپریل (نمائندہ خصوصی) ملتان میں ہیضہ کی وبائی صورت حال کے دوران مرض کی روک تھام اور صحت و صفائی کا معیار بلند کرنے کیلئے مجلس خدام الاحمدیہ ملتان بلدیہ ملتان سے تعاون کرتے ہوئے انکی ہدایات کی روشنی میں فینائل اور مکھی مار تیل کے سپرے کے کام میں تیزی سے مصروف ہے اب تک سو سے زائد مکانات میں چھڑکاؤ کیا جا چکا ہے۔ تمام احمدی دوستوں کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ شہریوں کو اس صورت حال سے نجات ملے - آمین۔

---

## بیرونی ٹائیٹل کی تصویر

ضلع لائلپور کو یہ خصوصی اعزاز حاصل ہوا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور اور مجلس اطفال الاحمدیہ لائلپور ۶۷-۱۹۶۶ء میں نمایاں کارکردگی کے اعتبار سے پاکستان بھر کی مجالس میں اوّل رہی ہیں اور بیک وقت خلافت جوبلی علم انعامی اور اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا علم انعامی حاصل کیا ہے۔ یہ تصویر مجلس کی سالانہ تقریب کے موقعہ پر لی گئی ہے جس میں خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ لائلپور کی مجالس عاملہ کے اراکین شامل ہیں۔ بیٹھے ہوئے احباب کی لائن میں عین وسط میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تشریف فرما ہیں۔ آپ کے دائیں طرف پہلے اور دوسرے نمبر پر علی الترتیب حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر ضلع لائلپور اور مکرم جناب مشتاق احمد صاحب ہاشمی قائد مجلس تشریف فرما ہیں۔ آپ کے بائیں طرف علی الترتیب محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مربی سلسلہ احمدیہ اور مکرم راجہ ناصر احمد صاحب قائد ضلع تشریف فرما ہیں۔

# ماہنامہ "خالد" کے خصوصی نامہ نگار

## مجالس کیلئے ایک ضروری اعلان

مجالس کی قابلِ ذکر کارگذاری کی مناسب اشاعت اور ماہنامہ خالد میں خدام الاحمدیہ کے صفحات کو دلچسپ اور جاذب توجہ بنانے کیلئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ مختلف مجالس اپنے ہاں کسی اہل قلم خادم کو خالد کا خصوصی نامہ نگار تجویز کرکے منظوری حاصل کریں یہ خادم اپنی مجلس کی مختلف تقاریب اور کارگذاری کے قابلِ ذکر حصول کو دلچسپ انداز میں لکھکر مرکز میں ارسال کریگا۔ اس طریق سے مجالس کی کارگذاری بہتر طور پر اشاعت پذیر ہو سکے گی۔ سب مجالس کو خالد کے لیے خصوصی نامہ نگار مقرر کرنیکی دعوت دی جاتی ہے۔

خالد کے ان خصوصی نامہ نگار خدام کی محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ سے منظوری حاصل کی جا چکی ہے:-

۱- مکرم اخوند ریاض احمد صاحب - ملتان
۲- مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب - میرپور آزاد کشمیر
۳- مکرم عمر دراز صاحب تنویر - لائل پور۔
۴- مکرم مرزا انثار احمد صاحب - سرگودھا۔
۵- مکرم عبدالرشید صاحب سماٹری - کراچی
۶- مکرم ملک عبدالعزیز صاحب - ربوہ
۷- مکرم نصیر احمد صاحب تنویر - مانگٹ اونچے حافظ آباد
۸- مکرم بشیر الدین صاحب سامی - پشاور

## علم انعامی حاصل کرنیوالی مجلس

### کی

### سالانہ کارگذاری

مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور سال ۱۹۶۶-۶۷ء میں حسن کارکردگی کے اعتبار سے پاکستان کی سب مجالس میں اول آئی تھی اس امتیاز کی بناء پر مجلس لائلپور کو خلافت جوبلی علم انعامی کا حقدار قرار دیا گیا۔ اس مجلس کی سالانہ کارکردگی کا ایک مختصر جائزہ آئندہ شمارہ میں پیش کیا جا رہا ہے:-

(ادارہ)

جناب سید حماد رضا صاحب کمشنر ملتان ڈویژن مکرم محمد انور صاحب ہاشمی (قائد خدام الاحمدیہ ملتان) کو ان کے محکمانہ فرائض کی ادائیگی میں اعلیٰ کارکردگی پر انعام دے رہے ہیں۔ بارک اللہ لہ۔

اس تصویر سے متعلق نوٹ صفحہ ۴۸ پر ملاحظہ فرمائیں

Regd. No. L 5830

[illegible] نصرت پریس ربوہ میں چھپا